مرات التائبین

تالیف

امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

غلام حسن حسنو ایم اے

ناشر

ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر خپلو

خصوصی اجازت نامہ

میری جانب سے اپنی تمام ترتیب دادہ کتب و رسائل
کی الیف والحسنی کے ویب سائٹ پر منتقلی اور
لانچ کی مکمل اجازت اور رخصت ہے۔ NYF زندہ باد

حقیر پُرتقصیر
غلام حسن صفو ایم اے
محلہ خسیگرو نگشن ضلع

تحریر ۱۱ جولائی 2011

فہرست مطالب

مقدمہ	6	احوال میر سید علی ہمدانی	6
مرات التائبین	12	ترجمہ متن مرات التائبین	22
تمہید	22	وجہ تالیف	23
باب اول	25	حقیقت توبہ	25
راہ سلوک کے دو گروہ	28	وجوب توبہ بلاتاخیر	31
گناہ ایمان کیلئے زہر قاتل	31	مثال ایمان	32
بدبختوں کا ایمان	33	موجب سلب ایمان گناہ	35
مشیت الٰہی اورارتکاب گناہ	37	کسب کمال واجب کیسے؟	38
واجب کی دو اقسام	40	زندگی گراں بہا موتی	42
کون عقلمند آدمی	44	بوقت پیدائش خطاب خداوندی	45
توبۂ کامل	46	توبۂ ناتمام	47
مغفرت الٰہی	47	ایک حکیمانہ تصور	49
باب دوم	51	گناہ کی تحریک	51

اقسام گناہ بلحاظ نسبت	53	دیوان گناہ	54
اقسام گناہ بلحاظ نوعیت	54	گناہ کبیرہ کی تعداد	55
گناہ کبیرہ کا اطلاق	57	خدا تک پہنچنے کے تین ذرائع	59
ذریعۂ اول تحفظ ایمان	59	گناہ کبیرہ کے درجے	60
ذریعۂ دوم تحفظ نفوس	61	ذریعۂ سوم تحفظ معاش	63
قابل تکفیر معاملات	65	اعمال دنیا اور معاملۂ عقبیٰ	67
عالم مثال	68	احوال آخرت کی درجہ بندی	69
اہل نجات	70	اہل عذاب	71
آتش فراق	71	اہل دل	72
موحد	74	صراط مستقیم	74
عبور پل صراط	76	اہل ایمان	77
آزمائش	81	ارباب توحید	82
مظالم کا بدلہ	83	گناہ کی طرف توجہ	84
ارتکاب گناہ پر اترانا	86	برائی کا آغاز و انجام	87
باب سوم	90	علامت ندامت	90
تدارک مافات	93	تدارک معصیت	94
حقوق اللہ سے متعلق	95	گناہ بحقوق خلق	97
احتساب اور تدارک	98	ہٹ دھرم کی تلافی کا طریقہ	98

تائب اور مجاہد کو افضل؟	99	فضیلت قول فیصل	100
گناہ یاد رکھنا افضل یا بھلانا؟	101	گناہ کو فراموش کرنا	101
تائبین کے چار درجے	102	تدارک کی ایک اور قسم	102
درجہ اول توبۂ نصوح	102	درجہ دوم تائب غیر استقامت	103
درجہ سوم توڑنے اور رجوع کرنیوالا	104	درجہ چہارم توبہ توڑ	106
گناہ کی جگہ نیکی	109	استغفارزبانی وذکرلسانی والے تین گروہ	109
گناہ معاف کرانے والے 8 اعمال	111	باب چہارم	112
دنیا بیمار خانہ ہے	114	حکام وبادشاہوں کے فرائض	114
امراض قلوب کے اسباب	115	ابن الوقت علماء و واعظین	116
مایوسوں اورغافلوں کا علاج	117	دو فرشتوں کی ندا	118
حضرت آدم اور انکی لغزش	118	حضرت سلیمان اور انکی لغزش	119
بیوقوف و احمق آدمی	120	عاقل و دانا آدمی	120
تعلیقات	122	فہارس	123

مرأت التائبین

محققین کے نزدیک یہ شاہ ہمدان کے کتب ورسائل میں ذخیرۃ الملوک اور شرح فصوص الحکم کے بعد تیسرا مستقل اور ضخیم کتاب ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ توبہ کے موضوع پر ہے توبہ باطنی طہارت کا دوسرا نام ہے اور اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین کے ذریعے اسے مقدم رکھا ہے اس سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے فاضل مولف نے اسے چار ابواب میں تحریر کیا ہے زمانہ تحریر سے اب تک علماء و محققین کے ہاں بڑی مقبول رہی ہے ذیل میں اس کے نسخوں سے متعلق معلومات پیش ہیں۔

پاکستان میں موجود نسخے

پہلے ہم پاکستان میں موجود نسخوں کی تفصیل درج کرتے ہیں۔

1۔ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد کے کتابخانے میں تحت نمبر 4049 محفوظ ہے یہ مجموعہ رسائل میں شامل ہے اور 851ھ میں کتابت ہوتی ہے تاریخی لحاظ سے یہ دریافت نسخوں میں سب سے قدیم مکمل نسخہ ہے۔

2۔ عجائب گھر کراچی یہ بھی مجموعہ رسائل میں شامل ہے اس کا نمبر NM1957-19140-2 ہے یہ نسخہ 984ھ سے قبل کا لکھا ہوا ہے۔

3۔ برات لائبریری چیلو مکمل نسخہ 1139 کو میر عبداللہ عراقی نے اپنے بیٹے میر سید باقر کے لئے لکھا ہے اور نسخہ بہت خوبصورت اور مکمل ہے یہ کتابی سائز کا نسخہ ہے۔

4۔ برات لائبریری چیلو یہ نسخہ بھی مکمل ہے یہ میر عبداللہ عراقی کے قلم کا لکھا ہوا ہے مگر تاریخ کتابت درج نہیں ہے یہ نسخہ بڑی تقطیع میں ہے۔

5۔ شمس الدین گیلانی اوچ شریف 1154ھ میں لکھا ہوا نسخہ ہے۔

6۔ برات لائبریری چیلو یہ اس لائبریری میں موجود تیسرا مکمل نسخہ ہے یہ اکیس رسائل کے مجموعے کا ساتواں نسخہ ہے چھوٹی تقطیع اور باریک خط نسخ میں لکھا ہوا ہے یہ 1180ھ میں کتابت ہوئی ہے۔

7۔ برات لائبریری چیلو یہ اس لائبریری میں موجود چوتھا نسخہ کامل ہے یہ چھ کتابوں کے مجموعہ میں یہ پانچواں نسخہ ہے اسے علی محمد بن محمد جان ولد میر محمد نے 1247ھ میں تحریر کیا ہے خط شکستہ میں تحریر ہے۔

بیرون پاکستان نسخے

پاکستان سے باہر موجود درج ذیل نسخوں کا ہمیں علم ہے۔

1۔ نسخہ کتاب خانہ ملک تہران 4190 یہ نسخہ 876ھ میں لکھا گیا ہے اور مکمل ہے۔

2۔ یہ نسخہ بھی اسی کتاب خانے میں تحت نمبر 4216 محفوظ ہے یہ 864ھ میں لکھا گیا ہے اور یہ بھی مکمل ہے۔

3۔ یہ نسخہ بھی اسی لائبریری میں تحت نمبر 4250 محفوظ ہے۔

ان تینوں نسخوں کی مدد سے ایک نسخہ کامل ترتیب و تصحیح کے ساتھ جناب نجیب مائل ہروی نے آستانِ قدس رضوی کے مجلّہ مجموعہ رسائل فارسی دفتر چہارم میں شائع کیا ہے۔

4۔ کتابخانہ ملک تہران میں اسکا ایک اور نسخہ بھی زیر نمبر 4074 محفوظ ہے

5۔ ایک نسخہ مجلس شورائے ملی (قومی اسمبلی) تہران کی لائبریری میں زیر نمبر 2871 محفوظ ہے۔

6۔ آستان قدس رضوی مشہد کی لائبریری میں ایک نسخہ نمبر 260 محفوظ ہے۔

7۔ برٹش میوزیم لندن میں بھی ایک نسخہ موجود ہے اس پر کتاب کا نام حقائق تو بہ درج ہے۔

8۔ تہران یونیورسٹی میں ایک نسخہ محفوظ ہے اس کا نمبر 3654 ہے اور یہ نسخہ نمبر 1222ھ میں کتابت ہوئی ہے۔

9۔ کتابخانہ بلوشہ پیرس فرانس میں ایک نسخہ نمبر P-39 کے تحت محفوظ ہے۔

10۔ دانشکدۂ ادبیات تہران میں ایک نسخہ شمارہ نمبر 66 ذخیرہ امام جمعہ کے تحت محفوظ ہے۔

11۔ کتابخانہ رضا رامپور انڈیا میں بھی ایک نسخہ موجود ہے۔

12۔ خانقاہ قادریہ اسلام پور نالندہ بھارت میں ایک نسخہ موجود ہے۔

13۔ علوم شرقیہ تاشقند میں 3 نسخے محفوظ ہیں۔

14۔ کلچرل ریسرچ لائبریری سری نگر انڈیا میں 3 عدد مجموعہ رسائل شاہ ہمدان ہیں ان تینوں میں بھی اس کا ایک ایک نسخہ موجود ہے۔

چھاپی نسخے

یہ کتاب اب تک تین بار شائع ہوئی ہے۔

1۔ 1995ء میں آستان قدس رضوی کے مجلّہ مجموعہ رسائل فارسی دفتر چہارم میں ممتاز افغان محقق نجیب مائل ھروی کی تصحیح کے ساتھ مقدمہ 3+63=66 صفحا اس اشاعت میں نجیب مائل ھروی نے کتابخانہ ملک تہران میں موجود تین نسخوں سے مدد لی ہے۔

2۔ 1995ء ہی میں راقم السطور کی تصحیح و تحشیہ کے ساتھ پاکستان کے ممتاز جریدے اقبالیات فارسی لاہور میں شائع ہوا جو مقدمہ 1+متن واختلاف نسخ 40=41 صفحات پر مشتمل ہے راقم نے

اس نسخہ صحیحہ میں برات لائبریری چپلو (راقم کی ذاتی لائبریری) کے دو نسخوں قومی عجائب گھر کراچی کے نسخے سے استفادہ کیا ہے۔

3- 2006ء میں اس کا اردو ترجمہ ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر چپلو کی جانب سے شائع ہوا۔

اوپر ہم نے پاکستان میں موجود 7 اور بیرون پاکستان موجود 18 قلمی اور 3 مختلف چھاپی کل 28 نسخوں کا مختصر تعارف پیش کیا ہے ان 28 نسخوں کی موجودگی اس بات کی غماز ہے یہ کتاب اہل علم ومعرفت کے ہاں بڑی مقبول ہے۔

اب مجموعہ رسائل شاہ ہمدان کے ساتھ چوتھی بار شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے حد حمد وثناء اس حکیم کے لئے ہے جس نے تریاقِ توبہ کے حقیقی آ ثار کو معصیت کی زہریلی بیماریوں کے شفا کا ذریعہ بنایا اس کریم کے لئے ہے جس نے وادیٔ غفلت کے پیاسوں کو اپنے فضل اور کرم سے رحمت ورضا کے چشمۂ حیوان پر پہنچایا۔اس رحیم کے لئے ہے جس نے کمال مہربانی سے حجاب کی ہلاکت میں گرفتار لوگوں کی گردن سے بھاری طوق کو ہٹایا ۔اس حلیم کے لئے ہے۔جس نے شرمناک اعمال اور بُرے اقوال کے مرتکب ہزاروں جفا کار، بدکردار اور وقت کے بدبخت لوگوں کو ایک ہی ندامت کی آہ پر بخش دیا۔

بے حد درود اور بے حساب سلام بارگاہ نبوت کے شہنشاہ ،آسمان رسالت کے آفتاب ،انبیا کے سردار، اصفیاء کے بزرگوار محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اولاد پر جو جملہ اولیا کے سردار ہیں اور اصحاب کرام پر جو طریق ہدایت کے ستارے ہیں، ہوں۔

اما بعد نفس کی باگ کو راہ جفا سے موڑنے اور بساط وفاء کی طرف کرنے کا دوسرا نام توبہ ہے جو طالبان راہ کی منزل، صادقوں کا سرمایہ اور باسعادت سالکوں کے لئے اسرار و رموز کے دروازوں کی کنجی ہے نیز بھلائی کی غرض سے ''مجرد'' ہونا فرشتوں کا طریقہ ہے۔بُرائی کرنے پر آمادہ رہنا شیطان کا کام اور بُرائیوں کی گزرگاہ سے نیکوں کی منزل کی طرف رجوع کرنا جوانمردوں کا شیوہ ہے پس ہر آدمی کا فعل

اس نسبت سے

وَ عَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ثُمَّ اجْتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیْہِ وَھَدٰی (طٰہٰ ۱۲۲-۱۲۱)	آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گئے پھر توبہ کی تو اللہ نے ان کے توبہ کو قبول فرمایا اور اپنا برگزیدہ بنایا

آدم وآدمیت کی نسبت پر دلالت کرتا ہے گناہ پر اصرار کرنے والوں کی نسبت

اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (الاعراف ۳۰)	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالی کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا

کے تحت شیطان پرستاروں کے ساتھ ہے۔

لیکن نوع ملائکہ کے ساتھ انسان کی نسبت کا درست ہونا ذرا مشکل ہے۔کیونکہ انسان کی طبعیت میں گوناگوں اضداد موجود ہیں اس کی فطرت میں اصول خیر وشر ملے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ انسانی جوہر کا شیطان کے ناپاک آثار سے آزاد ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک آتش ندامت یا آتش جہنم میں سے کسی ایک میں نہ گھلایا جائے۔پس ان دونوں میں سے آسان ترین آگ کا اختیار کرنا اور سختی کے مقابلے میں آسان راستے کا انتخاب کرنا اخیار کا طریقہ اور ابرار کا پسندہ قاعدہ ہے۔

وجہ تالیف

ایک مدت سے یہ ضعیف توبہ سے متعلق بعض حقائق کے معانی عام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تا آنکہ میرے ایک عزیز جو حسن اعتقاد میں معروف اور مکارم اخلاق میں موصوف ہیں، کی درخواست پر میں اس مقصد (کتاب کی تصنیف) میں مصروف ہوا ہوں "اس معنی کی حقیقت انشاءاللہ تعالی چار ابواب میں مذکور ہوگا" باب اول حقیقت توبہ اور ہر حال میں اس کے وجوب کے بیان میں "باب دوم" ان گناہوں کے بیان میں ہے جن پر توبہ واجب ہے" اور اقسام گناہ صغیرہ وکبیرہ کے بیان میں "باب سوم

شرائط توبہ تکفیر گناہان اور تدارک مظالم میں باب چہارم "تائب کو توبہ کی طرف مائل کرنے کا بیان" اور اصرار کا سدباب "اس کتاب کو "مرات التائبین" کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہ محقق اور باطل پرست کی حالت کا آئینہ ہے اللہ تعالی سے اُمید ہے کہ افکار کے ادراک اور اسرار و معارف کو شبہات کی آلودگی اور ریا کی آفت سے محفوظ و مامون رکھے اور اس کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو قبول کے زیور اور وصل کی سعادت سے نوازے: بمنه و کرمه انه قریب مجیب"

باب اول

حقیقت توبہ اور ہر وقت اس کے واجب ہونے کے بیان میں

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ(النور ۳۱)	ایمان والو!تم سب توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ

حقیقت توبہ

اے عزیز! جان لو کہ توبہ تین چیزوں یعنی علم، حال اور عمل پر مشتمل معنی سے عبارت ہے۔ اما علم گناہ کی ہیبت اور بزرگی کے جاننے کا نام ہے یہ اس طرح کہ محبّ اور محبوب کے درمیان گناہ حجاب ہے اور بندہ کو اپنے مقصد تک جو اللہ تعالی ہیں، پہنچنے نہیں دیتا اور یہی حجاب طالب کو مطلوب سے باز رکھنے کا موجب بنتا ہے جب گناہ کی معرفت یقینی طور پر غالب اور ثابت ہو جائے تو محبوب کا دل مطلوب کے نہ ملنے پر افسوس کرے گا کیونکہ دل کی یہ خاصیت ہے کہ جب اسے اپنے مطلوب کے نہ ملنے کا علم ہوتا ہے تو افسوس کرتا ہے جب اسے پتہ چلے کہ مطلوب اسکی اپنی بداعمالی کی وجہ سے فوت ہوا ہے تو وہ اپنے کئے پر افسوس کرے گا افسوس کو ندامت کہتے ہیں اور اس غور وفکر کو جس نے افسوس اور ندامت کے اظہار پر اسے مجبور کیا تھا، حال کہتے ہیں۔ اس حال کو تین زمانوں یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے کیونکہ حال میں فعل گناہ ترک کرنے کی طرف جس سے مطلوب فوت ہوا تھا، مائل کرتا ہے۔ اما استقبال کے ساتھ تعلق عمر بھر کے لئے گناہ کے ترک کرنے پر کرنے والے بھرپور عزم کی وجہ سے ہے جو

محبوب ومطلوب کھودینے کا سبب بنا تھا۔اما ماضی کے ساتھ تعلق سعادت قضاوقدر کے اسباب سے تلافی مافات کرنا ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس نیک بختی کی کنجی ہی علم ہے جس کو اہل تحقیق ایمان ویقین کہتے ہیں اورایمان اس بات کی تصدیق سے عبارت ہے کہ گناہ ایمان کے لئے زہر قاتل ہے اور یقین شک کو مٹا کر طالب کے دل پر نور یقین کے غلبے کے ساتھ اس تصدیق کی تاکید کرنے سے عبارت ہے یقین کے پتھر اور ایمان کے چقماق کی رگڑ سے ندامت کی چنگاری پیدا ہوتی ہے ندامت وتاسف کے آگ کی روشنی میں تائب محبوب ومطلوب کے کھونے اور محروم رہ جانے کو دیکھ لیتا ہے تو غور وفکر کرنے پر مجبور ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ حقیقت توبہ ندامت اور اسکا مقدمہ علم ہے اور مذموم افعال کا ترک کرنا جو مطلوب کے کھوجانے کا اصل سبب ہے اس کا نتیجہ ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الندم توبة	توبہ ندامت کا نام ہے

اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔اہل تحقیق نے کہا ہے کہ "توبہ گزشتہ خطاؤں کو چھوڑنے کا نام ہے" یہ بھی اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔

وجوب توبہ

آیات قرآنی اوراحادیث نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے واضح طور پر ثابت ہے۔

اللہ تعالی ارشادفرماتا ہے

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا (التوبۃ ۲۸۔)ای خالصا عن الشوائب	اے ایمان والو!تم سب اللہ کی طرف توبۂ نصوح کرو(یعنی ہرآلودگی اورآلائش سے پاک توبہ)
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرۃ ۲۲۲)	بلا شبہ اللہ تعالی توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "اللہ تعالی اس مومن بندے سے خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری کو کسی خطرناک جگہ پر باندھ دیتا ہے جس پر اسکے کھانے پینے کا سامان لدھا ہوا ہے وہ شخص اپنا سر زمین پر رکھ کر سو جاتا ہے جب بیدار ہوتا ہے تو سواری غائب پاتا ہے وہ بہت کچھ تلاش کرتا ہے مگر بے سود یہاں تک کہ اس پر پیاس اور بھوک کا غلبہ ہوتا ہے اور ناامیدی کی حالت میں اللہ سے دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ مجھے اس جگہ دوبارہ پہنچا دے جہاں میں پہلے تھا تاکہ میں اپنی موت تک سو رہوں" پس وہ اپنا سر بازو پر رکھ لیتا ہے تاکہ وہ آسانی سے مر جائے مگر تھوڑی دیر بعد بیدار ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے جس پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہے وہ اسے دیکھ کر خوشی ہوتا ہے اللہ تعالی توبہ کرنے والے مومن سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا آدمی ایسی حالت میں اپنا سامان اور سواری پا کر خوش ہوتا ہے"۔

اس باب میں آیات احادیث بہت زیادہ وارد ہوئے ہیں لیکن طالب حق کے دل کو نور سے معمور کرنے اور حقیقت کے اظہار کے لئے یہی کافی ہے۔

<u>راہ سلوک کے دو گروہ:</u>

اس راہ سلوک پر چلنے والوں کے دو (گروہ) قسمیں ہیں۔اول اہل استدلال دوم اہل استبصار۔طالب دلیل صاحب سیر ہوتا ہے جبکہ سابق بصیر اہل طیر ہوتا ہے۔استدال پسند سایر کا سیر مجبور ہوتا ہے کہ وہ تقلید کے دشوار گزار راستوں کو طے کریں لہذا وہ ہمیشہ ہر قدم پر مضبوط عقلی و نقلی دلائل کا محتاج رہتا ہے ان میں سے بیشتر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب متضاد دلائل سے سابقہ پڑتا ہے حیران و سرگردان ہو کر رہ جاتے ہیں اور یہی ان کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے لہذا اس قوم کا سیر (روحانی ترقی) لمبے لمبے عرصے میں مختصر اور کم ہوتی ہے۔

یہ آفتاب فضل و عنایت اور جذبات و ہدایت کے چنے ہوئے لوگ ہیں نیز جن کے دل اللہ

کے نور سے منور وروشن ہوتے ہیں معمولی سے اشارے سے راہ ہدایت ملے ہوتے ہیں جن کے سینوں پر آفتاب ہدایت وبصیریت چمکے ہوئے ہیں۔جن کے دل کے شیشے عرفان کے چراغ اور یقین کے دیے سے روشن ہوتے ہیں۔گویا:

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓئُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (النور ۳۵)	عنقریب اس کا تیل خودبخود روشن ہوجائے گا یہ نورعلی نور ہے اللہ روشنی کی طرف جس کو چاہے راستہ دیتا ہے

اس قوم کی پرواز واڑان اس سے بھی بلند ہے وہ ہروقت دلیل منقول کے محتاج نہیں رہتے کیونکہ یہ لوگ توبہ کے وجوب' معانی، حقیقت' ضرورت اور اس کے ثمرات کا نور بصیرت سے مشاہدہ کر چکے ہوتے ہیں اور جان چکے ہوتے ہیں کہ وجوب توبہ کا مطلب سعادت ابدی کا حصول' ہلاکت سرمدی سے نجات اور دارالبقا میں لقاءاللہ کی حقیقی سعادت سے فیضیاب ہوتا ہے۔

حقیقی معنوں میں بدبخت وہ ہے جو اس سعادت سے محروم اور بعد محرومی کے آگ کی پستیوں میں مقید ہو کر رہ جائے۔یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ اس سعادت سے محروم محض ان وجوہات سے رہتا ہے۔(۱) ظلمت دنیا جو عالم فانی بھی ہے، کے مال ومتاع سے بافراط انس (۲) شہوات و خواہشات کی پیروی (۳) ممنوعات کا ارتکاب۔پس قرب الٰہی کے مقام تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ دل کو ہر قسم کی خباثتوں اور مصنوعی غرور وتکبر سے پاک وصاف رکھے کیونکہ پردہ غفلت بہت سے لوگوں کو ان حقائق کے مشاہدے سے محروم رکھے ہوئے ہیں اس علم کا حصول جو توبہ کی بنیاد ہے اس غفلت کی تاریکی کو زائل کرنے کا بڑا ذریعہ ہے اور آدمی خود اس حقیقت کے ظہور کا محل ومرکز ہے اور علم' ارادت' ندامت' قدرت' اختیار' اور فعل سب کے سب مخلوق ہیں۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَاتَعْمَلُوْنَ. (الصافات ۹۶) اللہ تعالی ہی نے تم کو اور تمہارے افعال

کو پیدا کیا ہے۔

لیکن ان تمام آثار کا مظہر انسان کا آئینۂ وجود ہے اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ کسی کو اپنی حکمت کے مطابق پیدا کرتا ہے اسے لذیذ کھانے مہیا کرتا ہے اور کھانے کی اشتہار سے معدے کو آراستہ کرتا ہے اور آفتاب علم سے دل کے افق کو منور کرتا ہے تا کہ وہ اسکی مدد سے جان لے کھانے صرف بھوک کی آگ کو بجھانے کا سامان ہے لہذا وہ طبعیت کے اختلاف کو بدن کی بھلائی کے واسطے رکھتا ہے تا کہ وہ غور وفکر کے ذریعے نفع ونقصان اور موانع کے حقیقی آثار کو قاضی علم کے حضور ثابت (پیش) کر سکے جب علم موانع نہ ہونے کا حکم دیتا ہے تو ارادت قدرت کا سبب بنتا ہے اور وہ کھالیتا ہے۔

اس ارادت کو جو مختلف طبیعتوں اور قوت شہوت سے ظاہر ہوتا ہے اسے اختیار کہتے ہیں اور اختیار کھانے کی طرف ہاتھ کی حرکت کا باعث بنتا ہے اور حرکت کے بعد فعل کا ظہور لازمی امر ہے اور یہ حقیقتیں بعض سے مرتب ہوتی رہتی ہیں چنانچہ ظہور فعل حرکت پر موقوف ہے اور حرکت قدرت پر، قدرت ارادہ پر، ارادہ علم پر، علم القائے ملک پر، اور القائے ملک حکم مشیت پر موقوف ہے لہذا علم حسی شہودی میں کوئی بھی فعل یا حرکت ان شرائط یا اسباب کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہوسکتا جب حقیقت فعل ظاہر ہوتی ہے ان حقائق کے آثار اسرار کے مشاہدے سے عالم شہادت اور وادی غفلت کے رہنے والے حیران رہ جاتے ہیں بعض ظہور فعل کو جبر محض سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض اسے اختراع صرف کہتے ہیں۔ بعض کسب مگر ارباب قلوب اور صحاب کشف وشہود اس قسم کے مختلب فیہ مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے تاہم بصیرت وعرفان کے نور کے ذریعے

یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ (التوبۃ ۱۴) اللہ تمہیں تمہارے ہاتھوں معذب کرتا ہے

کے اسرار ورموز قضاوقدر کی تختیوں پر مطالعہ کرتے ہیں اور پردہ غیب اور عالم ملکوت کے پیچھے سے

وَمَارَمَيْتَ اِذْرَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى	آپ نے رمی (خاک اڑانا' کنکریا مارنا) نہیں

(الانفال ۱۷) فرمایا بلکہ ہم نے ہی رمی کیا ہے۔

کی آواز دل کے کان سے سنتے ہیں۔

وجوب توبہ بلا تاخیر

اے عزیز! جب توبہ کا وجوب ثابت ہوا تو آگاہ ہو کہ توبہ بلا تاخیر کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہلاکت کا سبب بنتی ہے اور اسباب ہلاکت کا قلع قمع کرنا فی الفور ضروری ہے اسباب ہلاکت کا ترک نہ کرنا اس کے عدم علم کی دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ رسول مقبول نے

لاَیَزْنِیْ زَانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْوْ ھُوَ مُؤْمِنٌ (حدیث نبوی) مومن جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا

اس لئے فرمایا تھا نہ اس واسطے کہ فعل زانی مطلق ایمان کے منافی ہے بلکہ اس سے مراد زانی کے علم کی نفی ہے کہ زنا اللہ تعالیٰ سے دوری اور اس کے فضل و کرم سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔

ایمان کا زہر قاتل گناہ

یہ ایسا ہی ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں زہر ہے طبیب (ڈاکٹر) اسے کہتا ہے کہ یہ زہر قاتل ہے مگر اس کے باوجود وہ اسے کھالیتا ہے اس لئے نہیں کہ وہ طبیب کے وجود سے بے خبر ہے بلکہ اس کے وجود کا مشاہدہ کر رہا ہے اور اس پر اسے یقین بھی ہے مگر وہ اس بات کو دل سے نہیں مانتا کہ یہ زہر قاتل ہے کیونکہ اگر اسے زہر قاتل ہونے کا قطعی یقین ہوتا تو ہرگز نہ کھاتا۔ اسی سے سمجھ لو کہ گناہ ایمان کے لئے نقصان کا سبب ہے اور ایمان کے ستر (۷۰) سے زائد شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ کلمہ توحید ہے اور ادنیٰ راستے سے رکاوٹ کا دور کرنا ہے چنانچہ لفظ حدیث اس بات پر گواہ ہے کہ

الایمان بضع و سبعون شعبة افضلها ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں ان میں سے افضل

قول لاالـه الا الـلـه و ادنیهااماطة الاذی عن الطریق والحیاء شعبة من الایمان (حدیثِ نبوی)	لاالہ الا اللہ کہنا ہے اورادنیٰ راستے سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اورحیاءایمان کےکان میں سےایک ہے

اہل حق کےنزدیک دنیاو آخرت کی تمام خواہشیں اللہ کی راہ میں خس وخاشاک اورر کاوٹ ہیں جب تک طالب صادق اللہ کی راہ میں سےانہیں تجرید وتفرید کےجھاڑو کےذریعے صاف نہیں کرتا قربت کی بساط پرقدم ہمت نہیں رکھ سکتا۔

مثالِ ایمان:

اےعزیز! ایمان کامل صحیح المزاج اورسالم الاعضاء انسان کی طرح ہے جوآدمی کی اصل روح ہےاورایمان کی اصل توحید ہےاورباقی ایمان کےتمام درجےانسان کےاعضاءو جوارح کی مانند ہیں جوشخص مراتب ایمان میں سےصرف کلمۂ شہادت پرقناعت کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہےجس کی آنکھیں نکالی گئی ہیں ہاتھ، پاؤں، کان ، زبان اوردوسرےاعضاءکاٹ دیےگئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کا یہ حال ہو وہ جلد ہی قید حیات سے آزاد ہو جائے گا اسی طرح جوشخص اکتساب سعادت ابدی کےلئے کلمۂ شہادت پرقناعت کرےنفس امارہ کےلگام کومیدان مخالفات میں کھلا چھوڑ دےاوامر کی پابندی اور نواہی سےاجتناب اوراعمال صالحہ کی بجاآوری میں سستی وکوتاہی کرے عنقریب اس کاشجرۂ ایمان اجل کےجھونکے سےاکھڑ جائے گا اور جوایمان زمین دل میں قوت یقین سے جم نہ گیا ہواوراس کےرگوں کی شاخیں مختلف اعمال صالحہ میں پھیل نہ گئی ہوں اورعرصہ دراز تک طاعات کےپانی سےآب پاشی نہ کی گئی ہوں ملک الموت کےظہوراوراس کی دہشت کامقابلہ نہیں کر سکتا۔

بدبختوں کاایمان

بدبخت غافل لوگ جوتقدیر کا بہانہ بناتے ہیں اور مخالفات کےخطرناک میدان میں

خواہشات کا گھوڑا دوڑاتے رہتے ہیں اپنے ایمان کو اکابر دین اور صدیقین کی ایمان کے برابر سمجھتے ہیں حالانکہ ان کا ایمان اس کدو کے درخت کی مانند ہے جو صنوبر کے درخت پر چڑھ کر اس کی شاخوں کو لپیٹ دی وہ کہتی ہے کہ میں بھی تم جیسا درخت ہوں بلکہ قوت اور تیزی میں تم سے بڑھ کر ہوں کیونکہ تم برسوں کے بعد اتنا بڑھ سکی ہو جبکہ میں چند دنوں میں تم سے بھی بڑی ہوگئی ہوں اور تمہاری تمام شاخوں کو باندھ کر رکھ دی ہے اس کے جواب میں صنوبر کا درخت کہتی ہے کہ " بہت خوب! ابھی باد خزان چلنے دو وہ تمہاری اصل اور فرع کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گی اور خس وخاشاک کی مانند تمہیں بکھیر دیگی اس وقت تمہاری چالاکی اور تیزی کو جان لوگی اور اپنے غرور ونخوت کو مشاہدہ کریگی میرے ساتھ مل جل کر رہنے کا فائدہ دیکھ لوگی"۔

اے عزیز! گناہ کا ایمان میں سرایت کرنا ایسا ہے جیسا کہ مضر غذا کھانے سے کسی جسم میں اخلاط ردیہ اور مہلک امراض کے مادے جمع ہوتے ہیں آدمی انہیں شوق سے کھاتے رہتے ہیں مگر اس کے انجام سے بے خبر رہتے ہیں یہاں تک جب طبیعت بالکل بگڑ جاتی ہے اور بیمار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے یہ گناہ پر اصرار کرنے والے کی مثال ہے بہت سے حکیم ودانا بھی غلطی سے زہر پی سکتا ہے مگر جب وہ اس سے آگاہ ہوتا ہے تو اس کو جلد از جلد معدے سے قے، الٹی، دست یا اور کسی طریقے سے لازماً خارج کرتا ہے۔ اگر اس کو دور کرنے کے اسباب ناپید ہوں تو اس کا نقصان اس سے کم نہیں ہوگا کہ وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا ہوسکتا ہے کہ وہ زہر اس کی شہادت کا باعث بنے جو سعادت ابدی ہے پس وہ شخص جو یہ زہر کھاتا ہے گناہ کے ارتکاب کرنے سے افضل ہے کیونکہ وہ مہلت کے دنوں میں تلافی مافات کرسکتا ہے جبکہ گنہگار تلافی مافات نہیں کرتا اور گناہ صغیرہ بیماری کے مادوں کی طرح جمع ہوتا رہتا ہے اور کبیرہ بن جاتا ہے گناہ کبیرہ کا زہر روح ایمان میں تحلیل ہوتا رہتا ہے آخر کار جہنم کی ہمیشگی کے عذاب میں پہنچا دیتا ہے ابدی ہلاکت اور سرمدی خسارے میں گرفتار کرا دیتا ہے اس وقت ناصحوں کی

نصیحت اور واعظوں کا وعظ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلاً فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ (یس ۸)	ہم نے انکی گردنوں میں ٹھوڑی تک طوق ڈال رکھے ہیں پھر بھی وہ غرور ونخوت سے سر اٹھاتے ہیں

بدبختی ونحوست کی مہر ان کے جبین قسمت پر لگ جاتی ہے

اے عزیز! یہ نہ سمجھنا کہ اس آیت کا حکم کافر اور منافق کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ حسن خاتمہ ایمان کامل کے ساتھ اس طرح مشروط ہے جس طرح انسان کی زندگی اعضاء وجوارح کی سلامتی کے ساتھ مشروط ہے چنانچہ قانون حکمت میں یہ طے شدہ امر ہے کہ فرع کا وجود اصل کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اصل کی بقاء فرع کے ساتھ اور فرع انسان کی اعضاء وجوارح کی طرح ہے اگر یہ سب ختم ہو جائیں تو اصل روح کا باقی رہنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے اور ہلاکت پر منتج ہو جاتا ہے اسی طرح اصل ایمان توحید ہے اور انواع طاعات اور اقسام مخالفات کے تحت ایمان کی فرع کے ستر سے زائد شاخیں ہیں اور لفظ حدیث

لَا یَزْنِیْ زَانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (حدیث نبوی)	مومن جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا

اس بات پر دلیل ہے کہ حقائق مراتب ایمان جو اعمال صالحہ ہی ہے جو کوئی زندگی میں اس سے محجوب ہوا جل اور سکرات الموت کی سختی کے وقت بھی (اصل ایمان) سے محجوب رہتا ہے۔ جب معلوم ہوا حقیقت ایمان علم ہے ہر وہ علم جو ایمان کا سبب نہیں بنتا اس کا نہ ہونا بہتر ہے کیونکہ علم قیامت کے دن عالم ومحقق پر حجت قائم کرے گا چنانچہ حدیث نبوی میں نص صریح وارد ہے کہ "عالم فاجر کو جاہل فاجر سے دوگنا عذاب دیا جائے گا۔"

بعض گناہ موجب سلب ایمان:

حدیث شریف میں ہے کہ "بعض گناہ ایسے ہیں جن کے ارتکاب کی سزا سلب ایمان ہے۔"

جب یہ بات معلوم ہوگئی اب جان لو کہ حقیقت علم ہر وقت اور ہر حالت میں بڑے بڑے احکامات اور شاندار لمحات کے مطابق دلوں کی تختیوں پر تازہ ہوتا رہتا ہے اور حق کو باطل کی خباثتوں سے ممیز کرتا ہے اس کی روشنی میں ان کاموں سے رجوع کرنا، جو شیاطین کے محبوب اور اللہ تعالیٰ کے مردود ہیں، ہر مکلّف عاقل پر واجب ہے کمال عقل کا ظہور بشری قوتوں کی کمال کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے شہوت غضب لالچ، تکبر، بخل، عجب اور ریا وغیرہ جب تک یہ مذموم صفات جو شیطان کے پھندے اور مکروفریب کے جال ہیں مخلوق کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں نہیں لیتا صحرائے دل پر مشرق غیب سے نور آفتاب عقل پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع نہیں ہوتا انوار عقل کی ظہور کے تین حالتوں میں تین مرتبے ہیں۔ اولاً اس کے آثار کے تیز تر چمک سات سال بعد ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کا اصول وقواعد بلوغ کے بعد مکمل ہوتا ہے اور اس کا کمال تصرف چالیس سال بعد ظاہر ہوتا ہے نفسانی شہوات اور مذموم صفات جو لشکر شیطان ہیں تربیت بدن کی مصلحت کے تحت جو نور عقل کی سواری ہے، اپنی نشوونما کے آغاز میں ہی نفس انسانی کا ساتھی بن جاتی ہے ان کا تصرف مملکت بدن کے اطراف میں جاری وساری رہتا ہے اور ان کے موقت احکام نافذ ہوتے ہیں اور دل جو احکام عقل کی سلطنت کا مرکز ہے، شہوات نفسانی کے آثار تصرفات سے الفت پاتا ہے اور آئے دن شیطان کے جھوٹے وعدوں کے مطالعہ سے مانوس ہوجاتا ہے اب مالوفات طبیعی اور شہوات نفسانی سے الگ ہونا اس کے لئے بہت مشکل ہوجاتا ہے انوار عقل کی روشنی جو اللہ کا لشکر ہے، اس لئے ظاہر ہوتا ہے تاکہ مملکت انسان کو لشکر شیطان اور خواہشات کے تصرف سے آہستہ آہستہ بچایا جائے جو دشمن حق ہے اس راستے سے جس کا نشان راہ شہوت اور اس کا راہی شیطان ہے، بنی آدم کو باز رکھا جائے اور اس راستے پر لگائے جس کی نشان علم ومعرفت اور نگہبان توفیق الٰہی ہے اگر مشیت وامداد الٰہی کی کسی کو توفیق ہوئی تو طبعیت کا لگام راہ مخالفت سے موڑ لے گی اور بر سبیل قہراطاعت وعبادت کی راہ پر لائے گی ورنہ اس پر خواہشات کا لشکر غالب آئے گا اور مملکت جسم انسانی شیطان کے

تصرف میں رہ جائے گا اور اس کو گمراہ کرنے کے احکامات اس کے اطراف واکناف میں جاری وساری ہو جائیں گے۔

مشیت الٰہی اور ارتکاب گناہ:

اللہ تعالٰی کی سنت ہے کہ جب بھی کوئی شخص انبیاء، اولیاء اور اشقیاء میں سے صحرائے عدم سے وجود میں آتا ہے اس شخص پر سب سے پہلے لشکر شیطان کا تصرف ہوتا ہے جو شہوت اور غفلت سے عبارت ہے اور یہی دونوں تمام مذموم صفات اور مردود اخلاق کا منبع ہے پھر اللہ تعالٰی کی فضل وعنایت جن کسی کی دستگیری کرتا ہے تو ان ہلاکت خیز صفات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں اور تاریکی سے نکالنے کے لئے علم وایمان اور توبۂ نصوح کی روشنی عالم عرفان اور یقین کی وسعتوں سے آتا ہے۔

اَللّٰـهُ وَلِـيُّ الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا يُخْـرِجُـهُـمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرہ ۲۵۷)	اللہ اہل ایمان کا دوست ہے وہ انہیں ظلمت سے نور کی طرف راہ دیتا ہے

ہر شخص کی محرومی کا سبب اپنے آپ پر بے جا اکتفاء اور غیر ضروری اعتماد کرنا ہے جو کہ عین تقصیر ہے۔پس ہر ایک فرد پر واجب ہے کہ جس کسی نے کفر وضلالت کی تاریکی میں نشو ونما پائی ہو وہ ان سے توبہ کرے اگر غافل مسلمانوں کے درمیان غفلت کی زندگی گزاری ہو اس سے رجوع کرے اور احکام اسلام کی حقیقت اور ایمان کی معرفت کو سوچنے، سمجھنے اور سمجھانے کا اہتمام کرے توبہ کے سلسلے میں سب سے زیادہ مشکل کام عادات رسمی اور محبوبات نفسی کی راہ سے عنان نفسی کا موڑنا ہے آگاہ رہے کہ کوئی بھی آدمی کسی بھی وقت توبہ سے بے نیاز نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالٰی انبیائے کرام کے بھول چوک اور عام لوگوں کے توبہ کے بارے میں قرآن حکیم میں خبر دی ہے۔نیز رسول اللہ نے فرمایا ہے۔

انــه ليـغـان عـلـى قـلـبي واني لاستغفر الله سبعين مرة في يوم وليلة	میرے دل پر دنیا کا خیال گزرتا ہے اور میں اللہ سے ۷۰ بار استغفار کرتا ہوں

نبی کامل ہوتے ہوئے رسول اکرام کا جب یہ حال تھا تو ذرا دیکھئے کہ کسی دوسرے کا کیا حال ہوگا؟ پس ان کی خلقت ہی ایسی ہوئی ہے کہ ان کا کوئی بھی وقت معصیت سے خالی نہیں گزرتا الا ماشاءاللہ خواہ وہ اعضاء و جوارح کے ذریعے خواہ دل کے ذریعے خواہ مختلف خیالات کے ذریعے غفلت کی بناء پر ذکر حق سے مانع ہیں اور یہ ذات وصفات اور افعال خداوندی کے علم میں قصور کی علامت ہے یہ سب کے سب صفات نفس کے ظہور کی نشانیاں ہیں اور ان سے توبہ کرنا واجب ہے۔

کسب کمال واجب کیسے؟

اگر کوئی کہے کہ معنی مذکور یعنی انسان کے دل کا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے غافل رہنا نقصان ہے حال نقص سے کمال کی طرف کسب کمال ہے اور کسب کمال فضائل میں سے ہے نہ کہ واجب میں سے۔لہذا اس کو واجب کس طرح کہا جا سکتا ہے۔؟

جواب: اے عزیز جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اس نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جس میں کوئی نہ کوئی خاصیت پوشیدہ نہ رکھی ہو۔معصیت اور شہوات کی خاصیت دل کا سیاہ کرنا ہے جبکہ انوار طاعات وعبادات کی خاصیت اس کو چمکانا ہے اور عالم جبروت وملکوت اسرار کا آئینہ ہیں چنانچہ جس طرح آدمی کا اثر نفس شیشے کو تاریک بنا دیتا ہے اسی طرح متابعت شہوت اور ارتکاب معصیت دل کے آئینے کو ظلمت معنوی سے تاریک کر دیتی ہے لہذا جب طالب حق کسی معصیت کے ارتکاب کے بعد طاعت میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کا اثر معصیت کو دل کے آئینے سے مٹا دیتا ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ (ھود۱۱۴) بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کرتی ہیں

توبہ بھی طاعت وعبادت میں شامل ہے طاعات کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا ہے۔

اتبع السیئة الحسنة تمحها گناہ کے فوراً بعد نیکی کر کے گناہ کے اثر کو مٹا دو

اگر خدانخواستہ تجدید توبہ سے غافل رہے اور شہوت ومعصیت کے آثار دل کے آئینے پر مسلسل جمع ہوتا

رہے تو ایک عرصہ بعد آئینے کا روشن اور شفاف سطح سیاہ ہوجائے گا اور طبیعت اس حد کو پہنچ گی کہ وہ اصلاح اور چمکانے کے قابل نہ رہے گی چنانچہ اللہ تعالی اس قسم کے محروم ومحجوب لوگوں کی خبریوں دیتا ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (التطفیف ۱۴)	خبردار ان کے دلوں پر غلط افعال اور ناشائستہ اعمال کی وجہ سے زنگ لگی ہے

اس مقدمے کو معلوم کرلیا اب جان لو کہ کوئی بھی کسی بھی وقت گناہوں کے آثار کو حسنات کے ذریعے دل کے آئینے سے مٹانے میں مستغنی نہیں ہے تو یہ حسنات میں سے ہے یا ایسے دل کا معاملہ ہے جسے شروع میں روشنی اور صفائی حاصل رہی ہو مگر بعد میں مختلف وجوہات کی بناء پر تاریک ہوا ہو مگر وہ دل، جس کی ابتدائے نشو ونما ظلمت وشہوت سے مکدر ہوگئی ہو اور معصیت کی گونج دل میں اثر کرگئی ہو ایسے لوگ شاذ ہی آئینہ کا اصلاح کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے زندگی میں صفائے باطن کی لذت کبھی نہیں چکھا اور دل کے آئینے سے اسرار ورموز کے ذوق کا مشاہدہ کبھی نہیں کیا بلکہ یہ لوگ دلی طور پر لذات نفسانی اور مرغوبات جسمانی کے حصول میں مگن رہتے ہیں اور مکروفریب اور ہیر پھیر میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (النجم ۳۰) بس انہیں اتنا ہی معلوم ہے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ (الاعراف ۲۳) اگر اللہ کے ہاں ان کے لئے کچھ بھلائی ہوتی تو ان کی بات (دعا) ضرور سنتا

واجب کی دو اقسام

اے عزیز جان لو! واجب کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جو شرعی فتوی میں داخل ہے تمام لوگ اس میں برابر کے شریک ہیں اس قسم کے احکامات قانون معاش کے نفاذ، ظلم وستم کی روک تھام

وغیرہ کے بارے میں ہیں اور جس واجب کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں یعنی تحصیل کمال تو یہ اس قسم کے اعتبار سے واجب نہیں ہے۔دوسری قسم وہ ہے جو طالب حق کے لئے ناگزیر ہے مثلاً اللہ تعالی کے مقام قرب میں وصول کے اسباب، سبعی اور شیطانی صفات کی پستیوں سے مقامات ملکی کی بلندیایوں کی طرف ترقی ،اخلاق الٰہی میں رنگ جانا ،مقربین اور صدیقین یعنی انبیاء،اولیاء،اتقیاءاور زہاد کے مقامات اطوار دل اور روح کا بدل جانا۔وغیرہ وغیرہ۔دوجہ تو یہ کی تمام شرطیں جو اوپر ذکر کر آئے ہیں اس جماعت پر واجب ہیں اس میں دیر کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے یہ ایسا ہے کہ کہتے ہیں کہ طہارت اس شخص پر واجب ہے جو نفلی نماز پڑھتا ہے مگر اس شخص پر جو فرنبرداروں کے درجات سے محروم ہے اور نوافل کو چھوڑ دیتا ہے ،واجب نہیں ہے۔اس واجب کا قائدہ جو عام فتوی میں داخل ہے اصل نجات سے کم نہیں ہے اما ارباب شہود کے بلند درجات تک رسائی اہل عرفان اور اہل تحقیق کے اسرار سے آشنائی نجات سے بالاتر ہے اور یہ شرائط درجات کے حصول پر موقوف ہے۔

تیسری قسم وہ دائرہ ہے جس میں انبیائے کرام واولیائے عظام جولانی کرتے ہیں اس کے اصول وقواعد شہوات نفسی کے ترک کرنے اور طبیعی لذات کے چھوڑنے پر مبنی ہے۔حدیث شریف میں ہے ”حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک دن ایک پتھر پر سر رکھے سوئے ہوئے تھے ابلیس ملعون نظر آیا جو کہہ رہا تھا کہ اے عیسٰی تو نے لذت دنیا کو ترک کر لیا تھا کیا اب پشیمان ہوا؟ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا اے ملعون تو نے کیا دیکھا ابلیس نے کہا دیکھئے آپ نے اس پتھر کو آرام کی خاطر سر کے نیچے رکھا ہوا ہے یہ سن کر حضرت عیسٰی نے پتھر کو دور پھنک دیا“ ۔حضرت عیسٰیؑ کا اس پتھر کا دور پھیک دینا اس آرام سے حقیقی توبہ تھا آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا حضرت عیسٰیؑ اتنا نہیں جانتے تھے کہ شرعی فتوی کے لحاظ سے اس پتھر کو پھینکنا واجب نہیں ہے۔“ اسی طرح رسول اللہ نے نیا لباس پہنا جب نماز میں آپ کی نظر اس پر پڑی نماز کے بعد اس کے مالک کو واپس بھیج دیا اور فرمایا اس نے مجھے نماز میں اپنی طرف مائل کر لیا ایک دفعہ

آپ کی جوتی کو نیا تسمہ لگایا گیا جب اس پر نظر پڑی تو نئے تسمے کو اتارنے کا حکم دیا پھر آپ نے اسی پرانے تسمے کو لگا دیا اور" فرمایا اس پر نظر پڑنے سے میں حق سے کسی قدر پھر جاتا ہوں ۔"اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صاحب شرع نے ایسے مباحات سے کیوں پرہیز کیا؟ حالانکہ تمام شریعت آپ کا وضع کردہ ہیں اور انبیائے کرام مخلوق میں سے سب سے زیادہ راہ آخرت کے خطروں کو جاننے والے، راہ حق دیکھنے والے اور غرور کے گھاتوں کے جاننے والے ہیں۔

جب طالب صادق اس قوم کی حالت پر نظر ڈالتا ہے تو وہ اس حقیقت کو دیکھ لیتا ہے کہ توبہ ہردم واجب ہے اگرچہ نوح علیہ السلام کی عمر ہی کیوں نہ پائے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ

"عاقل وہ شخص ہے جو اپنی باقی ماندہ زندگی میں گزشتہ زندگی کے ان لمحوں کی طرف توجہ کرتا ہے جو غفلت میں گزارے ہیں وہ ان نامناسب لمحوں کا ماتم عمر بھر کرتے ہیں،،۔

اس شخص کا حال کیا ہوگا جس کی باقی ماندہ زندگی بھی گزشتہ زندگی کی طرح جہالت اور غفلت میں گزر جائیں؟

زندگی گراں بہا موتی ہے

اے عزیز! کسی عقلمند آدمی کے پاس ایک بیش قیمت موتی ہے اسے معلوم ہے کہ اس کی قیمت زندگی بھر کی ضرورت پوری کرسکتی ہے لہذا وہ اس کی حفاظت اور دیکھ بھال میں ہر وقت مستعد و چوکنا رہتا ہے اگر اتفاقاً وہ موتی ضائع ہو جائے تو یقیناً وہ شخص اس بات سے غمگین اور پریشان ہو جائے گا اگر اسے یہ بھی علم ہو کہ موتی کا ضیاع اس کی اپنی زندگی کی ہلاکت کا موجب بھی بن جائے گی مثلاً وہ موتی کسی ظالم بادشاہ کی امانت ہو تو یقیناً اسے اور بھی زیادہ افسوس اور غم ہوگا۔اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ آدمی کی عمر کا ہر ہر لحہ ایک موتی ہے جن کی کوئی قیمت نہیں وہ اس موتی کی بدولت سعادت ابدی اور بادشاہیَ

سرمدی حاصل کرسکتا ہے اور اسی کے ذریعے دردناک عذاب اور ختم ہونے والے نقصان سے نجات پا سکتا ہے مگر افسوس اس سے زیادہ عمدہ اور گرانقدر چیز دنیا میں کوئی نہیں اس کے یونہی ضائع ہوتے دیکھتے ہوئے بھی آدمی کو فکر وغم اور افسوس وندامت نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عام لوگ خواب غفلت میں مدہوش ہوتے ہیں اور موتی (عمر عزیز) ضائع ہوتا رہتا ہے مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ

الناس ینام فاذا ماتوا انتبھوا (حدیث نبوی)	لوگ خواب میں مدہوش رہتے ہیں جب موت آتی ہے تب وہ چوک پڑتے ہیں

جب موت کے نقارے کی آواز سنائی دیتی ہے تو وہ خواب سے بیدار ہو جاتے ہیں ناپسندیدہ باتوں اور برے اعمال کی زنجیر میں خود کو جکڑے ہوئے پاتے ہیں اور اپنی بے چارگی اور بے بسی کا مشاہدہ کرتے ہیں بارگاہ حق کے مخصوص بندوں کی عظیم الشان حال اور رفیع الشان مراتب کا انہیں انکشاف ہوتا ہے جو انہیں ایک ایک لمحے کی طاعت کے صلے میں حاصل ہوئے ہیں تب غافلوں میں افسوس وندامت اور یاس وحسرت کی موجیں اٹھنے لگتی ہیں اور حیرت وحسرت کی آگ بھڑکنے لگتی ہے ایسے حالات میں اگر دنیا اور اس کی ساری چیزیں انہیں مل جائیں تو وہ اپنی زندگی کے ایک ایک ساعت پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے تا کہ وہ ان لمحوں کے کوتاہیوں کی تلافی کر سکے مگر افسوس ایسا ممکن نہیں ہوتا تا ہم وہ یہ کہہ کر فریاد کرنے لگتے ہیں۔

رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً (السجدہ ۱۲)	اے رب ہماری طرف توجہ فرما ہماری التجا کو سن ہمیں دنیا میں پھر بھیج ہم نیکی کرینگے

<u>عقلمند آدمی</u>

جب یہ معنی محقق ہوا تو جان لو کہ عقلمند آدمی وہ نہیں ہے جو دنیا کے کاموں کو مکروحیلہ اور ہوشیاری وچالاکی کے ذریعے درست رکھتا ہے بلکہ حقیقی معنوں میں عاقل ودانا وہ شخص ہے جو موت کے اچانک

حملے سے غافل نہیں رہتا زندگی کے باقی ماندہ دنوں کو غنیمت جانتا ہے اور سفر آخرت کی تیاری ہی کو اہم سمجھتا ہے۔

حضرت لقمان:

حضرت لقمان علیہ السلام کے وصایا میں ہے کہ "اے بیٹے! توبہ کرنے میں دیر مت کر کیونکہ لشکر اجل نے اپنے حملے سے آج تک کسی کو پہلے آگاہ نہیں کیا ہے"۔

توبہ کرنے میں تاخیر کرنے والا دو خطروں میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔ایک تو یہ کہ ممنوعات کی تکرار اور شہوتوں کی پیروی سے معصیت کی تاریکیاں بڑھتی جاتی ہیں آخر کار کثرت کی وجہ سے اصلاح کی گنجائش نہیں رہتی دوسرا یہ کہ ہوسکتا ہے کہ مرض موت میں اچانک گرفتار ہوجائے اور تدارک کی فرصت ہی نہ ملے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اہل جہنم کی زیادہ تر فریاد تاخیر کی وجہ سے ہوتی ہے اور اکثر لوگوں کی ہلاکت کی وجہ بھی بلا وجہ تاخیر ہے"

گناہوں کے دھول اور خواہشات کی تاریکی آئینہ دل پر مکمل اور متواتر جمع ہوتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے دل سیاہ ہوجاتا ہے احکام نفس کی تعمیل اور خواہشات کے غلبے کے نتیجے میں دل کی صفائی اور اسے چمکانے کا عمل تو قف وتاخیر کی بھول بسیرے میں پڑا رہتا ہے یہاں تک اچانک موت جرم وگناہ آلود زندگی کو آدبوچتی ہے اور اسے گناہوں کے بھاری بوجھ سمیت طوق اور زنجیر میں جکڑ کر ہلاکت کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیتی ہے۔

خطاب خداوندی

حدیث نبوی میں مروی ہے کہ "اللہ تعالی ہر بندے سے پیدا ہوتے وقت خطاب کرتا ہے کہ اے بندہ! تمہیں میں نے صحرائے عدم سے وجود میں لے آیا ہے گناہوں کے دھول اور معصیت کی تاریکی سے پاک وصاف کردیا ہے ایام عمر (زندگی) کو جو حصول آخرت کا سرمایہ ہے تمھارے پاس

امانت ہے اور تمہیں گنجینۂ دل کا امین بنایا ہے جو ہمارے اسرار کا خزانہ ہے خبردار! خیانت کا داغ اپنی پیشانی پر آنے نہ دینا! ہم سے کئے ہوئے عہدو پیان کو پورا کرنے میں سستی وکوتاہی نہ کرنا! تا کہ تم بھی دارالسلام کی مجلس میں ہماری بقاء سے محروم نہ رہے اور محرومی کے حجاب اور خسارے کی عذاب میں گرفتار نہ ہو"۔

اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ (البقرۃ ۴۰) تم ہمارے عہد کو پورا کرو تب ہم بھی تم سے کئے گئے وعدے پورے کریں گے۔

__مکمل توبہ:__

اے عزیز جان لو! کہ ارباب بصیرت نور یقین کی مدد سے مشاہدہ کر چکے ہیں کہ جب توبہ کے تمام شرائط (حقوق) پوری طرح ادا کر لئے تو قبول توبہ کی وجہ سے دل کی سلامتی حاصل ہو جاتی ہے اور آئینۂ دل اللہ تعالی کی ذات وصفات کے اسرار جمال کا پرتو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے یہ درست ہے کہ تمام دل فطرتاً صحیح اور سلامت ہوتے ہیں مگر بعد میں کسی نہ کسی سبب سے گناہ کی تاریکی اور شہوات وخواہشات کی دھول اس پر چھا جاتی ہے اس طرح دل کی فطری سلامتی ضائع ہو جاتی ہے واضح رہے کہ نور طاعات معصیت کی تاریکی کو مٹاتی ہے آتش ندامت شہوات وخواہشات کے دھول کو جلا ڈالتی ہے جس طرح شب کی تاریکی نور آفتاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی طرح معصیت کی تاریکی نور طاعات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جس طرح صابن کی تیزی میل دھو کر اشیاء کو پاک وصاف کرتی ہے اسی طرح آتش ندامت کی حرارت غبار شہوات کو آئینۂ دل سے نیست نابود کر دیتی ہے جس طرح کپڑا کمال صفائی پا کر قبول بادشاہ کے لائق بن جاتا ہے اسی طرح ہر وہ دل بھی قبول حق کے لائق بن جاتا ہے جو معصیت کی تاریکی اور غبار شہوات سے پاک وصاف ہو جائے - درحقیقت ایسا دل ہی فوز وفلاح اور کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے کہ

قَدْاَفْلَحَ مَنْ ذَكّٰهَا وَ قَدْخَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس ۱۰) جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا جس نے اسے خراب کردیا وہ نا کام رہا

جب آفتاب قبول وادی قلب پرطلوع ہوتا ہےخواہشات کی تاریکی اورمخالفات کی کدورتیں چھٹ جاتی ہیں اوران کااثر باقی نہیں رہتا

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهٗ (حدیث نبوی)	تائب گناہوں سے ایساپاک وصاف ہوتا ہے گویااس نے گناہ کیاہی نہ ہو

توبہ ناتمام:

اگرتائب شرائط توبہ سے غافل رہے اس کے پورا کرنے سے قاصر رہے اس کی مثال یہ ہے کہ زبانی طورپرایک ادھوبی کہتا ہے میں نے کپڑےدھولیا ہےاورہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتا ہے اس کے زبانی دعوی سے کپڑے ہرگز صاف نہ ہونگے۔اسی طرح اگر طالب حق روزانہ ہزار ہزار بار استغفر اللہ کاورد کرتا ہےمگردل سےاس پرعمل نہ کرےتوجب تک اس کاقول وفعل آتش ندامت کے ساتھ یک جانہ ہوگادل میں اثر ہرگز نہ کرے گا تاہم اگر یہ بات بھی ریاے خالی ہوتو قیامت کے دن فائدے(ثواب)سےمحروم نہیں رہے گا

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الزلزال ۸)	کوئی مثقال بھرنیکی کرے وہ روزِ قیامت ضروراس کااجر دیکھ لےگا

مغفرت الہی

صرف یہی نہیں اللہ تعالی نے کافراورمنافق کے بارے میں ارشادفرمایا ہے کہ

وَاِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَاقَدْ سَلَفَ (الانفال ۳۸) اگروہ اپنی بداعمالیوں کوفی الفورترک کریں تو ہم انکی گزشتہ آلائشیں معاف کریں گے

جب اللہ تعالی کافر اور منافق کے کئی کئی سالہ کفر و معاصی کو توبہ کرنے پر معاف فرماتا ہے تو خدا پرست مومن اس فضل و کرم کا زیادہ حق دار اور عفو و درگزر کا زیادہ سزاوار ہے۔منقول ہے کہ نبی اسرئیل میں ایک شخص نے بیس سال تک پوری طرح طاعت کی پھر بیس سال کونا گوں گناہ کرتا رہا ایک دن اپنے آئینہ دیکھا جس میں اس کو اپنے محاسن میں چند بال سفید نظر آئے دل میں تشویش کی آگ بھڑک اٹھی اور اسی وقت کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں بیس سال تیری طاعت میں گزار چکا ہوں اب بیس سال کی مدت ہوتی ہے جس میں نفسانی خواہشات اور شیطانی وساوس نے میرے نفس کا لگام چھین لیا ہے اور طاعت کے لنگرے سے حرمان و مخالفات کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں دھکیل دیا ہے میں نہیں جانتا کہ اگر اب بھی میں عنان نفس راہ مخالفات سے موڑلوں تو خلعت قبول کا سزاوار بن سکوں گا یا نہیں؟ اسی وقت اس نے یہ ندا سنی۔

اَحْبَبْتَنَا فَاَحْبَبْنٰکَ وَ تَرَکْتَنَا فَتَرَکْنٰکَ وَعَصَیْتَنَا فَاَمْهَلْنٰکَ وَاِنْ رَجَعْتَ اِلَیْنَا قَبِلْنٰکَ (حدیث نبوی)	تم نے ہم سے محبت کی ہم نے بھی تم سے پیار کیا پھر تم نے ہمیں چھوڑ دیا ہم نے بھی تم کو چھوڑ دیا پھر تم ہماری نافرمانی کرنے لگے تو ہم نے تمہیں مہلت دی اب اگر تم ہماری طرف رجوع کروگے تو ہم بھی تمہیں قبول کریں گے

یعنی تم نے ہماری محبت کا دعوی کیا ہم نے بھی تم سے محبت کی شہرت آسمان والوں میں پہنچا دیا جب تم نے ہماری درگاہ کو ترک کر دیا ہم نے بھی تمہیں نظر انداز کر دیا اور تمہیں غور و فکر کرنے کے لئے وقت فراہم کیا لہذا اب اگر تم ہماری طرف لوٹ آتے ہو تو ہم تمہیں خلعت توبہ سے نوازیں گے اور تیرا نام ہماری دیوان مقبولاں میں درج کریں گے اور تمہاری محبت کا اعلان روحانیوں کی مجلس میں کریں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرة ۲۲۲)	بلا شبہ اللہ تعالی توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے

ایک حکیمانہ تصور

حضرت ذوالنون مصری قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی کے ایسے بندے ہیں جو دیدہ دل میں خطا ونسیان کے پودے لگا رکھتے ہیں آب توبہ سے انہیں سیراب کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ندامت کے شگوفے نکل آتے ہیں حزن وملال کے پھل لگتے ہیں برگ ندامت کے پتوں کی چھاؤں میں گناہوں کے صحیفے نالے کے سُر اور درد کے ترنم سے پڑھتے ہیں جام وفا سے شراب صفا پیتے ہیں لمبی لمبی آزمائش میں صبر کا چادر اپنے اوپر ڈالتے ہیں چونکہ وہ حوادث دنیا کے مکر وفریب کا مشاہدہ کرچکے ہیں لہٰذا ان کے دلوں میں فانی نعمتوں کا لطف سرد پڑ چکا ہے پس وہ زمانے کی سختیوں کے انجام پر قدم ہمت رکھ کر دانائی کی کشتی میں سوار ہوجاتے ہیں ہمت کا بادبان کھول کر عنایت وفضل الہی کے ہواؤں کے سہارے امید وبیم کے سمندر میں کشتی رانی کرتے ہیں اور بسلامت ساحل پر اتر آتے ہیں نعمت خداوندی کے چمن میں رحمت پروردگار کے نزول کا مشاہدہ کرتے ہیں اسرار عین الحیات کے فیوض وبرکات سمیٹ کرسری وردی مجلسوں میں حیات ابدی پاتے ہیں۔

رَزَقَنَا اللهُ عَزَائِمَ اَهْلِ الصِّدْقِ وَاَوْصِلْنَا رِيَاضَ مُعَامَلَاتِ اَهْلِ الْحَقِّ بِمَنِّهٖ وَجُوْدِهٖ	اے اللہ! تیرے فضل وجود کا واسطہ ہمارے لئے اہل صدق کی نصیحتیں نصیب فرما اور اہل حق کے معاملات تک ہمیں پہنچادے

باب دوم

موجبات توبہ اور اقسام گناہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ (آل عمران ۱۳۵)	وہ لوگ جب فحش کلام کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنے جسم پر خدا کی نافرمانی کر کے ظلم کرتے ہیں پس وہ اپنے گناہوں پر اللہ سے استغفار کرتے ہیں

اے عزیز! جب تم نے معلوم کرلیا کہ توبہ ترک گناہ کا نام ہے کسی چیز کا ترک کرنا اسکی حقیقت معلوم کئے بغیر ناممکن ہے جس طرح توبہ کرنا واجب ہے اسی طرح مقام توبہ تک پہنچانے والی چیزوں کی حقیقت معلوم کرنا بھی واجب ہے جو درحقیقت گناہ ہے۔

گناہ کی تحریک

امر حق کی مخالفت اور غیر امر حق کا ارتکاب گناہ سے عبارت ہے جن کی تفصیل ہر شخص کے اوصاف اور اخلاق کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے البتہ مجموعی طور پر ہم اسے چار صفتوں میں منحصر کرسکتے ہیں یہی چار صفات خانہ بشریت کے ارکان اور اخلاق واوصاف کے منبع ہیں چونکہ انسان مختلف عناصر کی ترکیب سے وجود میں آیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی طبعیت میں ہر عنصر کا کوئی نہ کوئی اثر موجود ہے۔

اول صفت ربانی:

وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر ۲۹) میں نے انسان میں روح میں پھونکی

اس کی فطرت میں صفت ربانی کے تحت منتقل ہوئی ہے اس صفت سے ہر شے پر غلبہ حاصل کرنے اور زندگی کی بقاء کے لئے جدوجہد کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

دوم صفت شیطانی ہر انسان میں مختلف شیطانی صفات سے حسد، مکر ، فریب، نفاق، گمراہی ، ورغلانا اور ظلمت وغیرہ جیسے جذبات کا ظہور ہوتا ہے۔

سوم صفت بہیمی: انسان میں صفت بہیمی سے لالچ ، شر، شہوت، طمع، چوری، حرام خوری، زنا اواطت جیسی برائیاں نکلتی ہیں۔

چہارم صفت سبعی: سبعی صفت سے غم وغصہ، بغض وعناد ، مارو دھاڑ ، ظلم وستم ، قتل وغارت اور اسی طرح ضرر پہنچانے والے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

انہی صفات سے دوسرے بہت سے صفات زمانے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتے رہتے ہیں انسان کی زندگی میں سب سے پہلے صفت بہیمی ظاہر ہوتی ہے جو انسان کے لئے جسم کی تربیت اور نشو نما کی ضرورت کے تحت خوراک حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے پھر صفت سبعی یہ صفت اسباب ہلاکت سے جسم کی حفاظت اور نگہبانی کرتی ہے اور قوت کے ذریعے مضر اشیاء کو دور کرتی ہے۔ جب قوت عقل ظاہر ہوتی ہے تو یہ دونوں صفات (بہیمی وسبعی) اس پر چھا جاتے ہیں اور اسے مکروفریب اور حیلے بہانے کے ذریعے اپنے مقصد کے حصول کے لئے استعمال کرتی ہے جو شیطان کی ایک صفت ہے اور سب سے آخر میں صفت ربانی مثلاً تکبیر، فخر اور غلبہ وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں جو کہ عزوجاہ کی محبت سے تعلق رکھتے ہیں یہ چاروں صفات یعنی بہیمی ، سبعی ، شیطانی اور ربانی گناہوں کی جڑ اور مخالفات حق کی اصل محرک ہیں ہر وہ گناہ جو کسی آدمی سے سرزد ہوتا ہے انہی کی تحریک اور ترغیب سے ہوتا ہے ان کی وجہ سے بعض گناہ دل میں پیدا ہوتے ہیں مثلاً اعتقادِ کفر و بدعت ، منافقت، مخلوق کے بارے میں بدخواہی وغیرہ بعض آنکھ، کان، اور زبان میں ظاہر ہوتے ہیں بعض پیٹ اور فرج میں بعض

ہاتھ پاؤں میں اور بعض سارے جسم میں۔

گناہ کی اقسام بلحاظِ نسبت:

گناہ بلحاظ نسبت دو قسم کی ہوتی ہیں پہلی قسم میں وہ گناہ ہیں جو بندہ اور حق تعالی کے درمیان ہے مثلا ترک نماز و روزہ ، ارتکاب زنا اور شرب خمر وغیرہ دوسری قسم میں وہ گناہ ہیں جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً قتل و غارت ، انکار زکواۃ ، لوٹ مار ، گناہ کی ترغیب ، بدعت کی دعوت ، گناہ کرنے کی تحریک ، خوف یا رجا کی طرف زیادہ جھکاؤ کی ترغیب دنیا جو اس دور میں بعض واعظوں کی عادت بن چکی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ گناہ کی وہ قسم جو خدا اور بندے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے عفو و درگزر کی اُمید کی جاسکتی ہے سوائے شرک کے جو ایک ایسا گناہ ہے جس کے معافی کی امید ہی نہیں ہے وہ گناہ جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً قتل و غارت ، ان میں بخشش کا امکان مشکل اور سختی زیادہ ہے ۔

دیوان گناہ:

حدیث نبوی ﷺ میں منقول ہے کہ "قیامت کے دن ہر بندے کے تین دیوان (اعمال نامے) کھولے جائیں گے ایک دیوان میں ایسے گناہ درج ہوں گے جن کی معافی کی امید ہوگی اس میں وہ گناہ درج ہوں گے جو بندہ اور حق تعالی سے متعلق ہوں گے دوسرے دیوان میں ایسے گناہ درج ہوں گے جن کی معافی کی امید نہیں ہوگی یہ دیوان شرک ہے تیسرے دیوان میں ایسے گناہ درج ہونگے جن کے معافی کی امید نہیں ہوگی یہ دیوان مظالم ہے اور اس میں درج گناہ بندوں کے درمیان ایک دوسرے (حقوق العباد) کے ساتھ تعلق ہوگا البتہ اس میں درج گناہوں میں مطالبہ کا حق ہوگا"۔

اقسام گناہ بلحاظِ نوعیت:

اوپر جن گناہوں کا ذکر ہوا ہے نوعیت کے لحاظ سے ان کی دو قسمیں ہیں اول گناہ صغیرہ دوم گناہ

کبیرہ بعض لوگوں نے گناہ صغیرہ کا انکار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہر امر حق کی مخالفت گناہ کبیرہ ہے کوئی صغیرہ نہیں مگر کتاب وسنت گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ دونوں کی موجودگی پر شاہد ہیں ۔لہذا ضروری سمجھا کہ ان کی شناخت اور دونوں میں موجود فرق کو بیان کروں اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئٰتِكُمْ (النساء ۳۱)	اگر تم نے کبائر سے اجتناب کیا تو ہم تمہارے گناہ کو تم سے دور کریں گے

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

الصلوة الجمعة الى الجمعة تكفر فيهن الا الكبائر (الحدیث)	جمعہ دوسرے جمعہ تک کی گناہوں کا سوائے گناہ کبیرہ کے کفارہ کرتی ہے

ایک اور روایت میں ہے کہ

كفارات لمابين هن الاالكبائر ان کے درمیان سرزد ہونے والے گناہان صغیرہ کا کفارہ ہے

گناہ کبیرہ کی تعداد:

اکابرین امت کے درمیان گناہ کبیرہ کی تعداد میں اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر کے قول کے مطابق گناہ کبیرہ چار ہیں ۔بعض نے نو بتائے ہیں ۔ایک دوسری روایت کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر نے سات بتلایا ہے۔جب یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود نے سنی تو کہا کہ سات نہیں ہیں بلکہ ستر کے قریب ہیں شیخ ابو طالب مکی قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے احادیث نبوی ﷺ اور اقوال صحابہ کو اس سلسلے میں جمع کیا تو میں نے گناہ کبیرہ کی تعداد صرف سترہ پائی ۔ان میں سے چار دل میں ، چار زبان میں ، تین شکم (پیٹ) میں ، دو شرمگاہ میں، دو ہاتھ میں ، ایک پاؤں میں اور ایک سارے بدن میں ہیں۔

وہ چار جو دل میں ہیں اول شرک، دوم معصیت پر اصرار کا عزم، سوم رحمت خداوندی سے مایوسی اور چہارم اللہ تعالی کی تدبیروں سے بے خوفی ہیں ۔وہ چار جو زبان میں ہیں اول جھوٹی گواہی دینا، دوم پاک دامن پر تہمت لگانا، سوم جھوٹی قسم کھانا اور چہارم جادو کرنا ہیں ۔وہ تین جو شکم میں ہیں اول شراب نوشی، دوم مال یتیم کا ہڑپ کرنا اور سوم سود خوری ہیں ۔وہ دو جن کا تعلق شرمگاہ سے ہے اول زنا دوم لواطت ہے۔وہ دو جو ہاتھ سے تعلق رکھتے ہیں اول ناحق قتل اور دوم چوری ہے وہ ایک جو پاؤں سے تعلق رکھتا ہے وہ میدان جنگ سے فرار ہونا ہے اور وہ ایک جو سارے بدن کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ والدین کا عاق کر دینا ہے۔

امام ابو حامد محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس ضمن میں فرمایا کہ شیخ ابو طالب مکی کی اس فہرست میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے کیونکہ انہوں نے سود اور مال یتیم کھانے کا ذکر کیا ہے مگر مال میں خیانت کا ذکر نہیں کیا ہے اسی طرح قتل ناحق کا ذکر کیا ہے مگر لوگوں کو تکلیف دینا، مارپیٹ کرنا، آنکھ کان کا ضائع کرنا، زبان کاٹ ڈالنا، ہاتھ پاؤں توڑ ڈالنا وغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یتیم کا مار ڈالنا، اس کے کسی اعضاء کو ضائع کرنا، مال ہڑپ کرا جانے سے کہیں زیادہ سخت اور بڑا جرم ہے۔حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

السیئة بالسیئة کبائر گناہ پر گناہ کرنا (تکرار گناہ) کبائر میں سے ہے

حضرت ابو سعید خدری ﷺ نے فرمایا کہ

''تم جو گناہ کرتے ہو اور تمہیں بال سے زیادہ باریک نظر آتا ہے حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انہیں کبائر شمار کرتے تھے،،۔

کبیرہ کا اطلاق:

گناہ کبیرہ بجائے خود لفظ کے لحاظ سے ایک مبہم لفظ ہے اس کے لئے نہ لغت میں کوئی مقام

مخصوص ہے نہ شریعت میں کوئی خاص اصطلاح بلکہ یوں سمجھئے کہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ ایک دوسرے سے مربوط ہیں کوئی بھی گناہ اسی نوعیت کے دوسرے گناہ سے کم نوعیت کا ہو وہ گناہ صغیرہ ہے اور زیادہ یا بڑی نوعیت کا ہو کبیرہ ہے۔مثلاً کسی اجنبی عورت سے دل لگی کرنا صرف ایک بار نظر اٹھا کر دیکھنے کے مقابلے میں کبیرہ ہے مگر یہی معاملہ اس سے زنا کرنے کے مقابلے میں صغیرہ ہے۔اسی طرح کسی آدمی کا ایک عضو کاٹ ڈالنا اس کو نقصان پہنچانے کے مقابلے میں کبیرہ ہے مگر اس کو قتل کر دینے کے مقابلے میں صغیرہ ہے البتہ مناسب ہے کہ گناہ کبیرہ کا اطلاق ایسے گناہوں پر ہو جس کی سزا انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے جہنم کی آگ قرار دی گئی ہو۔ہاں اس کا اطلاق ایسے گناہوں پر بھی ہو سکتا ہے جن کے ارتکاب پر شرعی حد مرتب ہوتی ہے،نیز اس کا اطلاق ایسے گناہ پر بھی ہو سکتا ہے جن کے ارتکاب کی ممانعت کتاب و سنت کے نص میں موجود ہو۔

قرآن حکیم میں منصوص گناہ کبیرہ کے درجات بھی مختلف ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے معصیت کی تین قسمیں ہیں۔پہلی قسم یہ ہے کہ واضح دلیل سے کبیرہ ہونا ثابت ہو مثلاً شرک جو کبائر میں سب بڑا گناہ ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ وہ دلیل قطعی سے گناہ صغیرہ ثابت ہو تیسری قسم یہ کہ اس کا حکم مبہم ہو اور اس کی پہچان محض سنی سنائی باتوں سے ہوتی ہو۔

گناہ کبیرہ کی تعداد نص صریح سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں آمدہ احادیث باہم متضاد ہیں معلوم یہی ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض لوگوں کو خوف دلانے کی غرض سے اس میں ابہام رکھا ہے نہ کہ لوگوں کو تنگ کرنے کی غرض سے اسی طرح آپ نے شب قدر اور اسم اعظم کی وضاحت نہیں کی تا کہ لوگ ان کی جستجو میں زیادہ سے زیادہ طاعات وعبادات بجالائیں اور انہیں پانے کے لئے جدوجہد کرتے رہیں۔اب انہیں واضح ثبوت کے ساتھ متعین کرنا ممکن نہیں ہے۔

ارباب قلوب (عارفین تصوف) کو شرعی شواہد اور نور بصیرت کے ذریعے معلوم ہیں کہ تمام شرائع کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق کو اسفل السافلین کی عمیق تہہ سے نکال کر قریب حق میں پہنچایا جائے اور غفلت و جہالت کے بیابان میں بھٹکتے پھرنے والوں کو راہ سعادت دکھائی جائے قریب خداوندی تک رسائی اسکی ذات وصفات کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات ۵۶)	میں نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

عبودیت بغیر معرفت ایک بے فائدہ کام ہے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا اصلی مقصد یہی ہے اور یہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں پورا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

اَلدُّنْیَا مَزْرِعَةُ الْاٰخِرَةِ (الحدیث) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اسباب خیر اور خدا تک پہنچنے کے تین ذرائع:

دنیا میں آخرت سے تعلق رکھنے والی اور مقام قریب تک پہنچانے کا وسیلہ اور ذریعہ بننے والی صرف دو چیزیں ہیں اول نفوس دوم اموال ۔ان دونوں کی صحیح معنوں میں حفاظت بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ان کا وجود دین و آخرت کے لئے بہت ضروری ہے جب تمہیں یہ معلوم ہوگیا تو جان لو کہ راہ سعادت تک پہنچانے والے اسباب تین ہیں اول معرفت حق دوم سلامتی نفوس اور سوم سلامتی اموال ۔پس جو چیزیں معرفت حق کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں وہ کبائر میں سے بھی بڑے بڑے کبیرہ ہیں ،مثلاً کفر و شرک وغیرہ چند چیزیں بقائے نفوس میں رکاوٹ بنتی ہیں یہ پہلے کے مقابلے میں کمتر نوعیت کی ہیں اور چند چیزیں بقائے معاش میں رکاوٹ بنتی ہیں

حالانکہ معاش حیات نفوس کا ذریعہ ہیں تاہم یہ اول الذکر دونوں سے کم تر نوعیت کی ہیں

ذریعۂ اول تحفظ ایمان

جس طرح معرفت حق کی دلوں میں حفاظت کرنا جو اصل ایمان ہے، واجب ہے اسی طرح بدن کی حفاظت اور مال کی نگہداشت بھی واجب ہے کیونکہ دنیا اور دنیا والوں کی بھلائی کے اصل اسباب اور ذریعہ ہیں اور یہ باتیں تمام مذاہب کے نزدیک بالاتفاق واجب ہے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا مقصد بھی دین و دنیا میں مخلوق کی بھلائی ہے ایسا ہو نہیں سکتا کہ انبیائے کرام کوئی ایسی بات کہہ دیں جو لوگوں کی جان و مال میں فساد اور معرفت خداوندی میں رکاوٹ بن جائے۔

گناہ کبیرہ کے درجے:

گناہ کبیرہ کے تین درجے ہیں درجہ اول میں وہ گناہ آتے ہیں جو ذات وصفات خداوندی کی معرفت میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور وہ کفر ہے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ بندہ اپنے پروردگار سے ناواقف اور جاہل رہے بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان علم سے بڑھ کر کوئی وسیلہ قربت نہیں ہے ہر شخص کو قربت اتنی حاصل ہوسکتی ہے جتنی اسے معرفت حق حاصل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے اس قدر دور ہوسکتا ہے جتنا وہ اللہ تعالی سے جاہل ہے۔

واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان کی مسافت بطور دور و نزدیک سے پاک اور منزہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی اور اسکی تدابیر سے بے خوفی اللہ تعالیٰ کی صفت جلال و جمال سے جہالت کا نتیجہ ہے اور یہ دونوں بھی گناہ کبیرہ میں سے ہیں ارباب بصیرت (عارفین تصوف) کشف وشہود کے نور کی مدد سے مشاہدہ کر چکے ہیں کہ سالک راہ حق دریائے لطف وقہر کے درمیان چلتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دریائے فضل و کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اس کی دریائے قہر وجلال کے موجوں کی کوئی حد نہیں ہے جب اس کے فضل و کرم کی ہوائیں ہر طرف پھیل جاتی ہیں تو چیونٹی جیسی حقیر اور ناتواں مخلوق بھی اس کی فضل وکرم سے مست ہوکر بادشاہی کرتی ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ یٰاَیُّهَاالنَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ (النمل ۱۸)	ایک چیونٹی نے پکار کر کہا کہ اے چیونٹیو !تم اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ۔

جب اسکی قہر وجلال کی آندھیاں چلنے لگتی ہیں تو نبوت وولایت کے مرد میدان (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی خود کو عدم کی طرف دھکیل دیتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ

لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا (الحدیث) کاش محمد کا پروردگار محمد کو پیدا ہی نہ کرتا نیز بول اٹھتے ہیں۔

اِنْ یَّشَاءْ یُذْهِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍوَ مَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ (ابراہیم ۲۰۔۱۹)	اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کے گھاٹ اتار دے اور دنیا کو مٹا کر کوئی اور مخلوق پیدا کرے یہ اللہ تعالی کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے

صراط مستقیم بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ یہ ان دو دریاؤں یعنی (دریائے فضل وقہر) کے درمیان حد فاصل ہے اس کے ڈانڈے نشاۃ بشری کے آغاز سے شروع ہو کر دارالسلام میں نجات وکامیابی کے ساتھ ساتھ ہر معاملے سے جڑے ہوتے ہیں۔جس پر ایک سچے مؤمن کی قدموں کے سوا کوئی قدم نہیں جمتا کیونکہ مومن ہی اپنا توازن برقرار رکھ سکتا ہے۔

لَوْیُوْزَنُ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَائَهُ اَعْتَدِلَ (عارفانہ قول) اگر مومن کے خوف اور رجا کو تولا جائے تو یہ وزن میں برابر ہی نکلے گا

ذریعۂ دوم تحفظ نفوس (جان)

مرتبہ دوم میں وہ امور ہیں جو نفوس کی بقاء میں رکاوٹ کا موجب بنتے ہیں جب دلائل قطعیہ سے معلوم ہوا کہ نفوس کی حفاظت اور زندگی کے بغیر معرفت ومحبت خداوندی کا حصول ناممکن ہے جو بنی آدم کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہے اور اس کا حصول مقربین اور صدیقین کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو ہے

لہٰذا کسی جان کو قتل کر دینا بلا شک وشبہ کبائر میں سے ہے کیونکہ اس سے مقصد اصلی (معرفت حق) فوت ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی مرتبہ اول یعنی کفر و شرک کے مقابلے میں کمتر درجے کی ہے کیونکہ کفر عین مقصود سے روکتا ہے اور قتل مقصود تک پہنچانے والے وسیلے سے، جو دنیا کی زندگی ہے اور اس دنیا کی زندگی کا مقصد سعادت اخروی کا کسب کرنا ہے۔ حقیقت میں دنیا ایک ایسا جال ہے جس کی مدد سے صحرائے طلب کے شکاری (سالک راہ حق) محبت و معرفت کی نعمتوں کا شکار کرتا ہے جو لقائے حق کے شرف کا وارث بنانے والی اور سعادت ابدی کا پھل دینے والی ہے اس سے کم درجے کا گناہ مخلوق کو مارنا، پیٹنا ،گالی گلوچ دینا اور زدوکوب کے ذریعے تکلیف پہنچانا ہے کیونکہ مضروف جب تک ان تکالیف اور آلام کا شکار رہتا ہے اپنا علاج کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ دولت معرفت و محبت حق سے محروم رہ جاتا ہے۔ زنا اور لواطت کی حرمت بھی اسی مرتبے کا ہے یہ اس طرح کہ مرد کا مرد کے ساتھ شہوت رانی کرنا نسل انسانی کے انقطاع اور نسل کشی کے خاتمہ کو موجب بنتا ہے جو درحقیقت قتل کرنے کے مانند ہیں اسی طرح زنا سے اگرچہ اصل وجود کو ختم نہیں کرتا مگر یہ نظام زندگی میں فساد پیدا کرتا ہے وراثت اور خاندانی نظام کو بگاڑ دیتا ہے انسان کو پراگندہ کرتا ہے حالانکہ حیوانات کی نظام زندگی میں بھی یہ تصور موجود ہے کہ ہر نر اپنے ہم جنس مادہ کے ساتھ زندگی گزارتا ہے یہی وجہ ہے کہ زنا کسی بھی دین وملت میں شرعاً یا قانوناً جائز نہیں جس قدر شہوت پرستی کے بل بوتے پر زنا کا ارتکاب زیادہ ہوگا اسی قدر جا نبین کو گندگی اور نقصان زیادہ پہنچے گا۔

ذریعۂ سوم تحفظ معاش و اموال

مرتبہ سوم میں وہ آتے ہیں جو معیشت میں رکاوٹ بنتے ہیں بقائے نفوس کا مدار بقائے معاش (مال و دولت) پر ہے اور یہ نسل انسانی کی معیشت میں وسعت کا موجب بنتا ہے آدمی سے خوشحالی کے دور میں نیکی اور بھلائی کی اُمید کی جا سکتی ہے اس کے بل بوتے پر وہ کمال کسب کرتا ہے مال و دولت

کی فراوانی معاشی پراگندگی اور پریشانی کی وادیوں میں سرگرداں رہنے سے بچاتا اور مقصود اصلی (اللہ) تک پہنچا دیتا ہے لہٰذا ایمان اور جان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ مال و دولت کی چوروں، ظالموں، اور ڈاکوؤں سے حفاظت کرنا دین کے بڑے بڑے امور میں سے ہیں اور یہ چار قسم کی ہیں۔

اول غصب کردہ مال ہے اگر وہ مال یا اس کا نعم البدل مالک کو واپس کردے تو یہ معاملہ آسانی کے ساتھ حل ہوجاتا ہے اور جب مال یا اس کا پوار پورا بدل واپس کرنے میں تاخیر ہو یہاں تک کہ اس کی واپسی اور تلافی مشکل معاملہ بن جائے اور وہ واپس نہ کر سکے تو پھر اس کا شمار کبائر میں ہوجاتا ہے۔

دوم چوری کا مال اور سوم یتیم کا مال ہے جب مالک اپنے مال کی چوری سے بے خبر اور لاعلم ہو اور یتیم اپنے مال کی حفاظت نہ کرسکتا ہو اور غارت کرنے والے کو روک نہ سکتا ہو تو ایسی صورت میں تلافی مشکل معاملہ بن جاتا ہے اور اس طرح یہ بھی کبائر میں سے ہوجاتا ہے۔

چہارم جھوٹی گواہی اور قسم کے ذریعے حاصل شدہ مال ہے ان قسموں میں بھی تلافی کا امکان بہت کم ہوتا ہے ہاں سود ان سے ذرا کم درجے کا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس میں شرعی شرائط کے تحت فریقین کی رضامندی موجود ہے جو آپس میں فریقین کی رضامندی ہے نیز یہ کہ اس مسئلہ کے بارے میں تمام مذاہب وملت میں اپنی اپنی مصلحت اور تقاضوں کے تحت اختلاف رہا ہے جب غصب مال کو کبیرہ جبکہ اس میں مالک کی رضامندی نہیں ہوتی گناہ کبیرہ شمار نہ کرے تو سود خور کو جس میں فریقین کی رضامندی ہوتی ہے۔گناہ کبیرہ قرار دینا محل نظر ہونا چاہئے۔

شراب نوشی دلائل عقلی وشرعی (نقلی) دونوں کے لحاظ سے کبائر میں سے ہے پہلے بتلایا جاچکا ہے کہ نفس کی حفاظت واجب ہے تو عقل کی حفاظت بھی واجب ہے کیونکہ نفس کو کمال عقل کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور نفس عقل کے بغیر درجہ کمال کی بلندی سے محروم رہ جاتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ عقل زائل کرنا کبائر میں سے ہے۔

پاک دامن پر تہمت لگانا بھی زنا کی طرح کبائر میں سے ہے کیونکہ بعض لوگوں کو تہمت روح نکل جانے سے بھی زیادہ سخت لگتا ہے نیز بہت سے لوگوں کے نزدیک ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس کے ارتکاب پر حد لازم آئے اور محصن پر تہمت لگانے پر قرآن حکیم میں حد موجود ہے۔لہذا یہ بھی گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

جادو اس لئے کبیرہ ہے کہ اس میں کفریہ لفظ بولا جاتا ہے وگر نہ اس کے کبیرہ ہونے کا انحصار نتیجے کے بڑائی پر ہے جیسا کہ قتل اور بیماری وغیرہ ۔

میدان جہاد سے فرار ہونا اور والدین کی طرف سے عاق کر دینا اگر چہ عقل کے لحاظ سے محل نظر ہے مگر کیونکہ صاحب شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے لہذا یہ بھی کبائر میں سے ہے کیونکہ احکام شرع کی وسعت عقل کو بے لگام ہو جانے سے روکتی ہے اسی طرح بشری ہمت تمام دینی حقیقتوں کے اسرار کو نہ پورا پورا جان سکتی ہے اور نہ ہی انہیں کما حقہ معلوم کر سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ گناہ کبیرہ ایسے افعال سے عبارت ہے کہ شرعی احکامات کے مطابق نماز پنجگانہ اس کی تکفر نہیں کرتی اور اس کی حقیقت اس وقت معلوم ہو سکتی ہے جب قیامت بر پا ہو کر ان افعال کے نتائج سامنے آئیں گے لہذا اس حقیقت کو مبہم اور تحقیق کو پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے کاش کہ بیابان غفلت کے اندھے ہر حال میں قہر و غضب خداوندی کے موجب بننے والے ہر چھوٹے بڑے کاموں سے باز رہیں غفلت اور سستی کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز پر اعتماد کرتے ہوئے گناہ صغیرہ کے کرنے میں دلیر نہ بن جائیں ۔حدیث نبوی میں ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عزیر علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ

یاعُزَیْرُ اِذَا اَذْنَبْتَ ذَنْبًا صَغِیْرًا لَا تَنْظُرْ اِلٰی صَغِیْرِ ذَنْبِکَ وَانْظُرْ اِلٰی مَنْ اَذْنَبْتَہٗ (الحدیث)	اے عزیر! جب تم سے کوئی چھوٹی خطا سرزد ہو جائے تو اس کی چھوٹائی کی طرف مت دیکھو اس کی عظمت کو دیکھ جس کی تم نے خطا کی ہے

قابل تکفیر معاملات

اے عزیز گزشتہ بحث میں گزر چکی ہے کہ گناہ کبیرہ سے اجتناب گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (النساء ۳)	اگر تم کبائر کے ارتکاب سے باز آجائے تو ہم تمہاری دوسری برائیاں دور کرینگے

جان لو کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب قدرت وارادت کے ہوتے ہوئے اجتناب کرے مثلاً کسی غیر مرد کو اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور تنہائی میسر آجائے بغیر کسی رکاوٹ کے جنسی رابطہ قائم کرنے کا موقع ملے تاہم وہ زبردست کوشش سے نفس (شہوت) کا لگام موڑلے پہلے جو شہوانی نظر بازی اور چھیڑ چھاڑ کی ہے معاملہ اس سے آگے نہ بڑھنے دے تو اسی کوکوشش کا نور گناہ کی تاریکی کو اس کے دل سے صاف کرے گا جو شہوت کے ساتھ دیکھنے اور چھیڑ چھاڑ کرنے سے اس کے آئینہ دل پر بیٹھ گئی تھی یعنی یہ کوشش ہی اس کی سابقہ گناہ کا کفارہ بن جائے گی اگر وہ نامردی کی وجہ سے باز رہے یا مجبوری ، رکاوٹ اور خوف کی وجہ سے باز رہا ہو تو یہ اس کی گناہوں کے کفارے کے لائق نہیں بن سکتا۔

گناہ صغیرہ بار بار کرتے رہنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اس طرح مباح پر بار بار عمل کرنے سے صغیرہ بن جاتا ہے مثلاً گانا، ڈھول بجانا ، طنز و مزاح کرنا اور دیگر لہو ولعب میں مشغول رہنا وغیرہ ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الرَّجُلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ لَا يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ يَهْوِي بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا (الحديث)	آدمی بولتا رہتا ہے مگر اس سے وہ رضائے حق نہیں چاہتا جس کی پاداش میں وہ ستر سال دوزخ میں رہے گا

ے

ای در اول آشنائی یافته
آخر از غفلت جدائی یافته

هرنفس زانفاس عمرت گوهریست
سوی حق هرذرۂ تورهبری است

از قدم تا فرق نعمت های اوست
عرضه ده برخویش نعمت های دوست

تا بدانی کز چه دور افتاده ای؟
در جدائی بس صبور افتاده ای

حق ترا پرورد در صدعز و ناز
تو ز نا دانی بغیری مانده باز

☆اے شخص شروع میں تمہیں محبوب مل گیا تھا مگر پھر تمہاری غفلت سے جدا ہو گیا
☆تیری عمر کا ایک ایک سانس قیمتی گوہر ہے اور تیرا ذرہ ذرہ حق کی جانب راہبر ہے۔
☆سر سے پیر تک اس کی تم پر نعمتیں ہیں اپنے محبوب کی نعمتوں کا شکرانہ دینا چاہئے
☆جاننا چاہئے کہ تم کیوں اس سے جدا ہوئے اور جدائی کے باوجود کیوں خاموش ہو؟
☆حق تعالی نے تمہیں عزت ووقار کے ساتھ پالا مگر تم غیر حق میں پھنس کر رہ گئے ہو۔

اعمال دنیا اور معاملہ عقبیٰ:

اے عزیز! جب تم نے گناہ صغیرہ اور کبیرہ کے مراتب اور درجات کو معلوم کرلیا اب جان لو کہ آخرت کی نعمت وعذاب اور اعلیٰ نعمتیں اور رسوا کن عذاب دنیا کی نیکی اور برائی کے مراتب کے مطابق

ترتیب پاتے ہیں عالم ملک وشہادت کے افعال واحوال عالم غیب وملکوت کے احوال کے وارث بنانے اور پھل دینے والے ہیں دنیا اور آخرت کے امور ایک دوسرے سے باہم مربوط ہوتے ہیں دنیا اس حال سے عبارت ہے جو موت سے پہلے ہے اور آخرت کے مقابلے میں ایک خواب سے زیادہ نہیں ہے۔اسی سلسلے میں رسول اللہ نے فرمایا ہے۔

اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبِھُوْا (الحدیث) لوگ خواب غفلت میں رہتے ہیں جب مرنے کا وقت پہنچتا ہے تب بیدار ہوتے ہیں

جس طرح سونے والے پر خواب میں جو کچھ گزرتا ہے بیداری میں اسکی تعبیر ہوتی ہے اسی طرح اس دنیا میں فکر وتدبیر، وہم وگمان اور قول وفعل میں سے جو کچھ گزر جاتے ہیں قیامت میں ان کی تعبیر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ

کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَھِیْنَۃٌ (المدثر ۳۸) ہر نفس کے لئے وہ سب تیار ہیں جو کہ وہ دنیا میں کرتا ہے

عالم مثال:

احوال عالم ملکوت جو عالم آخرت سے ہے، کی تشریح دنیا کی زندگی کی روشنی میں نہیں کی جاسکتی مگر مثالی صورت کے تحت (جسے تعبیر کہتے ہیں)۔تعبیر اور مثال حقیقت کے لباس میں ایسے معنی کی ادیگی ہے کہ اگر اس کی ظاہری صورت کو دیکھے تو جھوٹ نظر آتا ہے لیکن جب اس کے باطن کی طرف چشم بصیرت سے دیکھے تو حقیقی سچائی کا چہرہ نظر آتا ہے انبیاء کرام اس بات پر مامور ہیں کہ اسرار ملکوت کے حقائق کو مثال کا لباس پہنائیں اور بازار دنیا میں عام لوگوں کو پیش کریں تاکہ لوگ اپنی بساط کے مطابق انہیں سمجھیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

قَلْبُ الْمُؤمِنِ بَیْنَ اَصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ	مومن کا دل اللہ تعالی کی انگلیوں میں سے دو

الرَّحْمٰنِ (الحدث) انگلیوں کے درمیان ہے

انہی مثالوں میں سے ایک مثال ہے جس کا مشاہدہ علمائے ربانین نورکشف سے کرتے ہیں مگر عام لوگوں کے نزدیک حقیقت امثال کی حیثیت تصوراورخیال سے زیادہ نہیں ہے بلکہ بعض مردود ، بے دین، ذلیل، زندیق قسم کے لوگوں کو امثال میں عجائب وغرائب اور تکذیب کے سوا کچھ نظر نہیں آتے جو ان کی بدبختی اور محرومی کا سبب بنتے ہیں۔

جب یہ مقدمات معلوم ہوگئیں تو مزید ہوجان لو کہ اخروی بلندی اور پستی کے درجوں کی تشریح دنیاوی نیکی اور برائی کی مثال دیئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

احوال آخرت کی درجہ بندی:

جس طرح اہل دنیا کی نیک بختی و بدبختی کے درجوں کا شمار نہیں ہے اس طرح آخرت میں سعداء اوراشقیاء کے درجوں کا کوئی شمار نہیں ہے۔

وَلَلْاٰخِـرَةُ اَكْبَـرُ دَرَجَـاتٍ وَّ تَفْضِيْلًا (اسرائیل ۲۱) آخرت کے درجے زیادہ بلند اور زیادہ فضیلت والے ہیں

تاہم ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔اول اہل ہلاکت دوم اہل عذاب سوم اہل نجات چہارم اہل فوز اس کی مثال یوں ہے۔

"ایک عادل بادشاہ کسی ملک کی حکومت سنبھالتا ہے وہ اس قوم کو ہلاک کردیتا ہے جس نے اس کی مخالفت اور دشمنی کی تھی دوسری قوم کو سزا دیتا ہے جس نے اگرچہ اس کی مخالفت نہیں کی تاہم سلطنت کے کاموں میں کوتاہی برتی تیسری قوم کو وہ کچھ نہیں کہتا جس نے نہ اس کی حمایت کی نہ ہی مخالفت چوتھی قوم کو وہ انعام واکرام سے نوازاتا ہے جس نے اس کی خدمت بجالایا اور اس کی پوری پوری مدد کی"۔

جس طرح انعام کی نوعیت اور اہل قریب کے درجوں میں بلحاظ خدمت فرق ہوتا ہے اسی طرح اہل ہلاکت اور اہل عذاب کے عذاب میں سختی وآسانی ، مدت عذاب میں کمی وزیادتی اور انواع ہلاکت میں گرفتاری وغیرہ ان مخالفات اور کوتاہیوں کے لحاظ سے ہوگی اہل دنیا کے درجات ومراتب کی روشنی میں اخروی درجوں کے فرق کو سمجھ لو۔

اہل نجات:

بعض نجات پانے والے اور بلند درجہ والے مثلاً انبیائے کرام اولیائے عظام اور علمائے دین وغیرہ نورانی منبروں پر رونق افروز ہونگے جن کے جمال کے مقابلے میں نور آفتاب بھی ماند نظر آئے گی ۔دوسری قوم ابرار، عباد اور عوام الناس پر مشتمل ہوگی ان کو جنت میں سلامتی کا لباس پہنایا جائے گا جو دنیا کی زندگی میں خلعت انسانی کے نور کو گناہوں کی تاریک آلودگی سے محفوظ رکھنے میں کامیاب رہے

۔

اِنَّ اَكْثَرَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اَبْلَهُ (حدیث نبوی) اہل جنت کی اکثریت بھلے مانسوں (سیدھا سادہ لوگوں)پر مشتمل ہوگی
جس سے یہی لوگ مراد ہیں تیسرا گروہ ان دیوانوں اور بچوں کا ہوگا جو برزخ نجات یعنی اعراف کو اپنی منزل بنائے ہوں گے۔

اہل عذاب:

اسی طرح معصیت کی سواری پر سوار ہونے والوں اور غفلت وجہالت کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کی بھی کئی قسمیں ہیں بعض کو صرف ایک ساعت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا ایک قوم کو ایک سال تک دوسری قوم کو ہزار سال تک اور تیسری قوم کو سات ہزار سال تک عذاب کا مزا چکھنا ہوگا یہ آخری قسم وہ ہوگی جسے ہر لحہ نیا عذاب دیا جائے گا یہ وہ لوگ ہوں گے جو خواہشات نفسانی اور شہوات حیوانی

کی رو میں بہہ کر دنیاوی زندگی میں انواع و اقسام کے جرائم اور مخالفات کے مرتکب ہوئے

اہل فجور اور اہل انکار الطاف رحمانی کی خوشبوؤں اور جمال کی تجلیوں کے مشاہدے سے مایوس کردیے جائیں گے اور ابدی عذاب اور دائمی خسارے میں گرفتار ہوں گے لقائے حق کی سعادت اور رویت باری تعالیٰ کی دولت سے جو جنتیوں کی آخری تمنا اور عارفوں کی آخری آرزو ہے، محروم رہ جائیں گے اور حجاب وجدائی کی آگ میں گرفتار ہو جائیں گے جو بدترین عذاب ہے۔

آتش فراق:

ارباب بصیرت کشف کی بدولت جانتے ہیں کہ جدائی کی آگ میں دل کا جلنا دوزخ کی آگ میں جسم کے جلنے سے زیادہ سخت ہے اس بات کی دنیا میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک گروہ نے، جس کے دل پر حجاب اور جدائی کی آگ کی تپش کا غلبہ ہوا خود کو پانی اور آگ میں ڈال کر ہلاک کیا اگر ہجر و فراق کی آگ ظاہری آگ سے سخت تر نہ ہوتی تو یہ لوگ ایسی آگ میں خود کو ہلاک ہرگز نہ کرتے۔

حضرت شیخ ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہ پر ایک دفعہ وجد و حال کا غلبہ ہوا اور جنگل میں چلتے گئے جنگل صاف کیا گیا تھا اور خار مغیلاں سے بھرا ہوا تھا آپ وجد کی حالت میں برہنہ پا ان پر رقص کرتے رہے یہاں تک پاؤں کی رگیں اور پوست و گوشت علیحدہ ہو گئے اور اسی صدمے سے انتقال کر گئے مگر آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔

اہل دل:

جس کا دل حقیقت میں مفلس ہو صفات نفسانی کی تاریکی اور حیوانیت کی پستی میں گرفتار ہو اسے روحانی آلام اور تکالیف کی لذتوں کا شعور نہیں ہوتا لہذا وہ اس معنی کے اسرار کو نہیں سمجھ سکے گا بلکہ وہ ان حقائق میں سوائے شک و انکار کے کچھ نہ پائے گا جس طرح بصارت کے نور سے محروم شخص

مشاہدۂ حسن وجمال کی لذت سے محروم رہ کر اس کا انکار کرتا ہے اسی طرح دل کے حقائق سے محروم شخص بھی ان حقائق سے محروم ہے اگر ہر آدمی کے پاس دل ہوتا تو اللہ تعالی آیت مبارکہ

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ (ق ۳۷) بے شک اسی میں صاحب دل کے لئے نصیحت ہے

کہ کر اس کی تخصیص نہ فرماتا۔ ارباب کشف وشہود اور صاحب دل حضرات کے نزدیک دل سے مراد وہ حقیقت ہے جس کی معرفت پر اللہ تعالی کی معرفت موقوف ہے جس کے پاس یہ حقیقت ہو اسرار حق کو ظاہر کرنے والی باد نسیم

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (حدیث) اللہ تعالی نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا

اس کی قوت شامہ تک پہنچ جائے گی اور اس صاحب مشاہدہ پر رسم عادت کی وادی میں بھٹکنے والوں اور عالم صورت کے نکھے لوکوں کے درمیان نظر رحمت ہوگی جو ظاہری الفاظ پر قناعت کر بیٹھتے ہیں اور آثار حقائق کی لذت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

هر كه را بنمود آن محض عطا است

آنكه را ننمود آن حكمِ قضا است

ا هلِ دل را ذُوق وفهم ديگراست

كان ز فهم هردو عالم برتر است

گرتو درياى نه اى نظاره كن

گردِكشتي گرد و كشتي پاره كن

چون نمي آئي بسر از خويش تو

كي تواني شد خدا انديش تو ؟

معرفت چه لائق هرناکس است؟

کل کم فی ذ ا ته حمقی بس است

☆ جنہیں جلوہ دکھایا یہ تو اس کا کرم ہے اور جنہیں نہ دکھایا وہ حکم قضا کے تحت ہے۔

☆ اہل دل کے لئے الگ فہم عطا ہوا ہے یہ فہم دو جہاں سے بلند و برتر ہے۔

☆ اگر تم خود دریا نہیں بنتا تو دیکھتے رہو کشتی کے گرد گھومو پھرو اور کشتی کو توڑ دو۔

☆ جب تک اپنے خول سے نکل نہیں آؤ گے خدا سے متعلق تم نہیں سوچ سکتے۔

☆ معرفت ہر کس و نا کس کے لائق کہاں؟ یہاں" تم ذات حق سے متعلق ناواقف ہیں"(حدیث نبوی) کافی ہے

موحد:

اے عزیز جب کہ تو نے ذلیل و خوار اور محروم لوگوں کے بارے میں سنا اب جان لو کہ ایک گروہ اور ہے جو اصلا ایمان کے زیور سے آراستہ ہے مگر وفاداری میں کوتاہی کے سبب اسی قدر عذاب کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا ہر چیز کی ایک اصل ہوتی ہے اور ایمان کی اصل توحید ہے حقیقت توحید یہ ہے کہ موحد حق کے سوا کسی کی پرستش اور عبادت نہ کرے بلکہ حق تعالی کے سوا نہ کوئی دیکھے نہ جانے جو کوئی خواہشات کے پیچھے جاتا ہے اور انہیں اپنا معبود بناتا ہے وہ حقیقت توحید ، جو نور ایمان ہے ، سے محروم رہ جاتا ہے ایسا شخص زبان سے خدا پرست اور دل سے مشرک ہے۔

اے عزیز آیت کریمہ

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (الانعام۹۶) کہ دو اللہ پھر انکو اپنے حال پر چھوڑ دو

لاالہ الا اللہ (کلمہ طیبہ) کی بہترین تفسیر ہے یہ اس شخص سے ہوگی جو تمام مانوس اور پسندیدہ چیزوں کو چھوڑ چکا ہو غیر حق کو معدوم سمجھ لیتا ہو دونوں جہانوں کو قدم ہمت کے نیچے روندہ ڈالتا ہو اور اللہ تعالی کی تجلیات

کے آثار کے سوا کسی چیز کی طرف نظر نہیں کرتا ہو

صراط مستقیم

کمال توحید موحد کا صراط مستقیم پر استقامت ہے اور دنیا میں یہی وہ پل صراط ہے جو جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے اس کے طے کرنے اور اس کو عبور کرنے کا مدار استقامت پر ہے اس کی کیفیت یوں ہے کہ وہ بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے صراط مستقیم کو تیزی، باریکی اور نزاکت کے ساتھ وہی نسبت ہے جتنی روح کو جسم کے ساتھ ہے جب یہ معنی محقق ہوئے تو جان لو کہ صراط مستقیم پر کماحقہ ثابت قدم رہنا ہر بشر کے بس کی بات نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

شَيَّبَتْنِي سُوْرَةُ هُوْدٍ (حدیث نبوی) مجھے سورہ ہود (قرآنی سورہ) نے بوڑھا بنا دیا

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور! وہ کونسی آیت ہے کہ جس نے آپ کو بوڑھا بنا دیا آپ نے فرمایا:

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (ھود۱۱۲) اس پر قائم رہو جس کا تجھے حکم ہوا ہے

چونکہ اللہ تعالی کا حکم کماحقہ بجا نہیں لایا جا سکتا امور کے لئے یہ بات خوف ووحشت کا موجب ہے اور احکام الٰہی ہر کسی بشر سے حقیقی معنوں میں بجا آوری ممکن نہیں ہے لہذا کوئی بھی سالک صراط مستقیم پر کج روی سے نہیں بچتا اور یہ اس کے حال کی نسبت سے ہے ۔یہ نقص دو قسم کی آگ (عذاب) کا سزاوار بنا دیتا ہے اول درجہ کمال سے بعد وحجاب اور ہجر وفراق کی آگ دوم تحصیل کمال کھو جانے پر افسوس وندامت کی آگ ان دونوں میں کمی بیشی بندے کے ایمان میں کمال ونقص اور خواہشات کی متابعت میں کمی وبیشی کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ آگاہ باش کہ ان صفات سے کوئی بھی فرد خالی نہیں ہے یہی وجہ ہے اللہ تعالی نے اس کے انجام کی یوں خبر دی ہے۔

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ	تم میں سے کوئی نہیں جو پل صراط سے گزرتے

حَتۡمًامَّقۡضِیًّا ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡهَا جِثِیًّا (مریم ۷۱،۷۲) ہوئے جہنم سے ہوکر نہ گزرے تمہارے پروردگار کا حکم اٹل اور قطعی ہے اور ہم ان لوگوں کونجات دینگے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا لیکن ظالموں کو منہ کے بل جہنم میں جھونک دیں گے

اس لمحے کے خوف میں صدیقوں کے دل خون خون ہوئے ہیں اس کے خطرے سے مقربین کی جان حیرت ووحشت میں ڈوبی ہوئی ہیں کیونکہ اس کا سب کو یقین ہے اور اس سے نجات مشکوک!

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن یہ حدیث بیان کی ہے کہ

یَخۡرُجُ رَجُلٌ مِنَ النَّارِ بَعۡدَ اَلۡفِ سَنَةٍ وَ هُوَیُنَادِیۡ یَا حَنَّانُ یَامَنَّانُ (حدیث نبوی)	ایک آدمی ہزار سال دوزخ کی عذاب میں مبتلا رہنے کے بعد نکلے گا اور یا حنان یا منان کہہ کر پکارے گا

روپڑے اور کہا کہ کاش! وہ شخص حسن (وہ خود) ہوتا۔

عبور پل صراط

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ "ایک قوم دوزخ کے اوپر سے برق رفتاری سے گزرے گی ایک قوم آندھی کی سی تیزی سے، ایک گروہ تیز رفتار سواروں کی طرح ، ایک قوم تیز رفتار پیادوں کی طرح، ایک قوم سست رفتار پیادوں کی طرح اور ایک قوم گرتی پڑتی گزرے گی سب سے آخری شخص کو تو آتش دوزخ سے سات ہزار سال بعد نجات مل جائے گا۔

اس رفتار میں فرق اعمال صالحہ میں فرق کی بنیاد پر ہے اسی طرح سب سے ادنیٰ عذاب حساب وکتاب کے مرحلے سے گزرتا ہے مگر زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے خزانے میں خیانت کرتا ہے اس کے بیٹوں (شہزادوں) کو قتل اور خواتین کی عصمت دری کرتا ہے جب وہ گرفتار ہوجاتا ہے تو اس کو جو سزا دی جائے گی وہ مال میں خیانت کرنے والے کے برابر ہرگز نہ ہوگی اسی طرح عذاب قیامت میں کمی وبیشی دنیا میں گناہوں کے ارتکاب میں کمی وبیشی کی بنیاد پر ہے اور سزا

کی زیادتی معصیت کی کثرت کی وجہ سے ہوگی اور مختلف قسم کے عذاب مختلف مخالفات کے ارتکاب پر ہوتا ہے۔

وَمَارَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ (حم ۴۶) تیراپروردگار اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَاظُلْمَ الْیَوْمَ (المؤمن ۱۷)	آج تمہیں اپنی کمائی ہی ملے گی آج کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

بایں ہمہ اللہ تعالیٰ کا عفوودرگزر اور بے پناہ رحمت وعید ومواخذے کی نسبت بندے کی طرف زیادہ مائل ہوں گی کیونکہ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ (حدیث نبوی) میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی

وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا (النساء ۴۰)	ذرہ برابر نیکی ہوتو اللہ ان کو دگنا کردیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے

اہل ایمان:

صاحب ایمان اجر عظیم اسی کشف کو کہتے ہیں جوسینوں کے کھل جانے کا موجب بنتے ہیں اور یہ نورحق ہے نورحق کی علامت یہ ہے کہ مکدر دنیا کی لذت ، منزل غرور(دنیا) کی مانوس اشیاء اور عالم بقاء کے لئے اسباب سفر کے اہتمام سے دل نفرت کرنے لگے گا البتہ مراتب وجود کے اسرار کا مشاہدہ کرے گا آفتاب فردانیت کے پرشکوہ ظہور کو دیکھے گا لوث اغیار سے پاک و منزہ دارالملک کی چمک کوملاحظہ کرے گا ذات وصفات خداوندی کے سوا کسی چیز پر اس کی نظر نہ ٹھہرے گی۔یہی گروہ ولایت کی صف اول میں رہنے والا اور قربت حق میں سبقت لے جانے والا ہے ان لوگوں کے درجات کا فرق ان کی محبت اور عرفان میں فرق کی بنیاد پر ہے چونکہ حقیقت خداوندی کی معرفت کا احاطہ ناممکن ہے اور معارف وایقان کے درجات کی کوئی حد نہیں اسرار عرفان کا سمندر وسعت اور گہرائی

میں بے کراں و بے پایاں ہے لیکن دریائے وحدت کے غواص اپنی اپنی ہمت اور عنایت ازلی کی بخشش کے مطابق وہاں سے اسرار و حقائق کے موتی نکال لیتے ہیں دوسرا گروہ وہ ہے جو حقیقت میں ایمان کشفی سے محروم ہے وہ لفظی بحث و تمحیص اور اندھی تقلید پر قانع ہو چکا ہے اگر وہ فرائض کی ادائیگی اور کبائر سے اجتناب کا اہتمام کریں تو بھی اس قوم کے اعلیٰ مراتب کے افراد اہل قرب کے ادنی درجہ والے سے ہم مرتبہ ہونگے یہ درجے اصحاب یمین کا ہے تیسرا گروہ وہ ہے جو بعض فرائض کی ادائیگی میں تاخیر سے کام لیتا ہے اور بعض گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے حال کی پیش بندی کرے اور موت کا ذائقہ چکھنے سے پہلے توبہ نصوح کرے تو یہ گروہ بھی اصحاب یمین سے مل جائے گا کیونکہ ارشاد نبوی ہے کہ

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّ نْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَہٗ (حدیث نبوی) توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں

کے مطابق یہ گروہ گناہ سے پاک ہے اگر توبہ کرنے سے پہلے موت آ گئی تو اس قوم کو عظیم خطرہ درپیش ہے کیونکہ حدیث رسول میں مروی ہے کہ "بعض گناہوں پر اصرار سلب ایمان کا موجب بنتا ہے" نعوذ باللہ منہ (ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔) مقلد اور لفظی بحث و تمحیص میں ملوث شخص کفر و الحاد کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے کیونکہ جب طبع لطیف ضد و مخالفت کے مرض کی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے تو معمولی شک اور شبہ سے طبعیت بدل جاتی ہے اگر ایمان سلامت رکھنے میں کامیاب ہو جائے تو بھی بقدر اصرار عذاب میں مبتلا ہو جائے گی۔

بعض مقبرۂ جہالت کے مردے اور بیابان ضلالت کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ بہشت آسمان میں ہے اور آسمان دنیا ہی کا حصہ تو ہے وہاں دنیا سے دس گناہ جگہ کیسی دی جا سکے گی؟

یہ غریب اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہ مقدار فاصلے کی نہیں جو فرسخوں سے ناپی جاتی ہے بلکہ یہ تو ایک

مثال ہے جیسے کہ ایک شخص کسی سے ایک سو دینار کے عوض اس کا باغ خرید لیتا ہے اور باغ کے مالک کو ایک موتی دیتا ہے جس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس باغ کو دس گنا زیادہ دیکر مول لیا ہے اس شخص نے بالکل سچ کہا ہے ارباب بصیرت اس کی بات میں شک ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ وہ نور عقل کی مدد سے جانتے ہیں اور باغ کی وسعت اور موتی کی چھوٹائی کو نہیں دیکھتے ان دونوں میں موازنہ محض قیمت کے تعین کے لئے کرتے ہیں باغ کی ملکیت قیمت کے حصول کا سبب بنتا ہے لہٰذا ہر چیز کی قیمت وہی صحیح ہے جو اس کے لئے متعین ہو۔ یہی وجہ ہے کہ موتی اگرچہ بلحاظ وزن ایک مثقال سے زیادہ نہیں ہے تاہم اس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے حقیقت میں وہ اسی باغ سے دس گناہ زیادہ ہے جس کی قیمت صرف سو دینار ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَمَوْضِعُ عِلَاقَةِ سَوْطٍ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَافِيْهَا (الحدیث)	جنت کے ایک دائرے کے برابر جگہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے افضل ہے

عقل کے کھوٹے اور دل کے اندھے لوگ جب یہ سنتے ہیں کہ موتی باغ سے دس گنا زیادہ قیمتی ہے تو وہ افسوس کرتے ہیں اگر کوئی جوہری چاہے کہ انہیں موتی کی قدر و قیمت سمجھائے تو وہ ہرگز نہیں سمجھیں گے لہٰذا جوہری دیوانوں اور عقل کے غلاموں کے درمیان قابل رحم و شفقت ہے اور وہ انہیں سمجھانے سے عاجز ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کے کمینے اور غبی قسم کے لوگوں کے درمیان قابل رحم ہیں کیونکہ ان کے لئے یہ بات ممکن ہی نہیں کہ وہ حقائق اسرار الٰہی کما حقہ ان کے ذہن نشین کرائیں۔ ہاں وہ صرف مثال کے لباس میں سمجھا سکتے ہیں۔

اُمِرْنَا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَنْ نُّكَلِّمَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (الحدیث)	ہم تمام انبیاء کو حکم ہوا ہے کہ وہ لوگوں کی عقل و وہم کے مطابق سے گفتگو کریں

اسی طرح اکابر اولیاء اور اہل عرفان متعصب مقلدین اور نام جو فاجر عالم کو سمجھانے سے یکسر عاجز ہیں

چنانچہ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان شاہد ہے۔

اِرْحَمُوْا ثَلَاثَةً عَالِمٌ بَيْنَ الْجُهَّالِ وَ عَزِيْزُ قَوْمٍ ذَلَّ وَ غَنِيٌّ اِفْتَقَرَ (الحدیث)	تین قسم کی لوگوں پر رحم کرو عالم پر جو جاہلوں کے درمیان ہو، اس معزز پر جو بے عزت ہو جائے اور اس امیر پر جو غریب ہو جائے

آزمائش:

یہ دستور ہے کہ اکثر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو جاہلوں مخالفوں اور گمراہوں کے انکار اور مخالفت کا سامنا رہا ہے۔

اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِيَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلِ فَالْاَمْثَلُ (الحدیث)	آزمائش کو انبیاء پر موکل کیا گیا ہے پھر اولیاء پر پھر دوسرے نیکوکاروں پر

ایسا شاذ ہی ہوا ہے کہ کوئی ولی کامل مخلوق کے فتنہ سے سلامت رہا ہو بلکہ اولیاء اور مشائخ میں سے اکثر ارباب قلوب اور اہل تحقیق گزرے ہیں جو شر پسندوں کی ایذا رسانی اور فاسق فاجر لوگوں کے انکار اور عداوت سے دوچار رہے ہیں انہیں گھروں سے نکال کر جلاوطن کیا گیا حکومت وقت سے انکی شکایتیں کی گئیں یہاں تک کہ کفر و الحاد اور زندقہ ان سے منسوب کر دیئے گئے بایں ہمہ انہوں نے اسے اپنی خوش قسمتی سمجھا محنت اور محبت کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم سمجھتے رہے۔

یہ حقیقت بھی ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اسے محنت کی بھٹی میں اپنے آپ کو پگھلانا پڑتا ہے اور جو کوئی بادشاہ سے ملاقات کی خواہش کرتا ہے اسے اپنی گاؤ نفس کو اسی راہ میں قربان کرنا پڑتا ہے۔

کار آسان نیست با درگاہِ او   خاک می باید شدن در راہِ او

لطفِ او در حق ہر کافروں بود   بیشک آن کس غرق اندر خون بود

گر شرابِ لطفِ او خواہی مدام　　قطع کن وادئ قہر او تمام

زانکہ تا این نبودت آن نبودت　　بی بلائی درد درمان نبودت

مرد می باید تمام این راہ را　　جان فشانی باید این درگاہ را

دست باید شستن از جان مردوار　　تا توان گفتن کہ ہستی مرد کار

چون ز نامردی نیم من مرد او　　جامہ نیلی کردہ ام از درد او

☆ اس کی درگاہ تک رسائی آسان نہیں اس راہ کا گرد و غبار بننا پڑتا ہے۔

☆ اس کی مہربانی جس پر زیادہ ہوتی ہے وہ اتنا ہی مشکلات سے دوچار رہوتا ہے۔

☆ اگر تم ہمیشہ اس کے لطف کا جام چاہتے ہو تو اس کے قہر کی وادی طے کرلو۔

☆ کیونکہ جب تک یہ نہ ہو وہ نہیں ہوسکتا کیونکہ مرض کے بغیر اس کا درماں نہیں ہوسکتا۔

☆ اس راہ میں مرد بننا چاہیے اور اس درگاہ کیلیے جانفشانی کرنی چاہیے۔

☆ مردانہ وار جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے تب کہہ سکتے ہیں کہ ہاں یہ مرد ہے۔

☆ نامرد نہیں بلکہ مرد ہوں اس لئے اس کے غم میں ماتمی لباس پہنا ہوا ہوں

ارباب توحید:

اے عزیز! نسیم سعادت کی خوشبو اہل توحید کے حصے میں آئی ہے اور توحید کو نہ ماننے والا اس دولت سے محروم ہے حقیقت توحید یہ نہیں کہ صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دے کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ زبان اس عالم (دنیا) کا ایک حصہ ہے اس کا فائدہ بھی دنیوی ہے وہ یہ ہے کہ زبان سے یہ مبارک جملہ کہنے والا گردن زدنی نہیں اور غنیم کے ہاتھوں کو اس کا مال لوٹنے سے روکتا ہے اس فائدے کا بقاء مدت حیات کے خاتمے (موت) تک ہے جب زندگی پوری ہوجاتی ہے تو یہ فائدہ بھی اٹھ جاتا ہے اخروی زندگی میں درست اعتقاد اور حقیقت توحید کے سوا کوئی دستگیر

نہیں ہے کمال توحید کی نشانی یہ ہے کہ موحد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی جستجو نہیں کرتا حق کے سوا کچھ نہیں چاہتا حق تعالیٰ کی صفات کے آثار کے سوا میدان وجود میں کچھ نہیں دیکھتا اور نہ ہی جانتا ہے اسباب اور وسائل کی طرف بھروسہ نہیں کرتا گردش ایام کے حوادث سے بد دل نہیں ہوتا۔

اہل اللہ اس معنیٰ میں متفاوت ہیں کہ بعض لوگوں کے دریائے توحید کی موجیں جوش میں آتی ہیں تو پہاڑوں کی طرح بلند ہو جاتی ہیں بعض کو ایک مثقال کی مقدار حقیقت کا علم ہوتا ہے بعض کو ایک ذرہ سے زیادہ علم نہیں ہوتا۔

مظالم کا بدلہ:

اکثر اہل توحید حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی اور زیادتیوں کے ارتکاب کی وجہ سے گرفتار ہو جاتے ہیں چونکہ دفتر مظالم میں کوئی چھوٹ ممکن نہیں ہے اور غیر مظالم میں مختلف طاعات کے ذریعے تلافی ممکن اور معافی کے قابل ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں مروی ہے کہ "قیامت کے دن بندے کو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور پہاڑوں کے برابر طاعات اور نیکیاں اس کے سامنے رکھی جائیں گی پھر وہ لوگ اٹھیں گے جن پر اس نے زیادتی (ظلم) کی ہو مثلاً ایک وہ اٹھے گا جس کو گالی دی گئی تھی دوسرا وہ جس کا مال غصب کیا گیا تھا تیسرا وہ جس کے بارے میں بدگمانی کی گئی تھی علیٰ ھذا القیاس اور وہ سب اپنا اپنا حق مانگیں گے لہٰذا یہ نیکیاں مدعیوں میں بانٹی جائیں گی جب کچھ بھی باقی نہ رہے گا اور بہت سے دعویدار ہنوز رہ جائیں گے فرشتے عرض کریں گے "پروردگار! اس آدمی کی کوئی نیکی باقی نہیں رہی اور بہت سے دعویدار ابھی باقی ہیں" اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ دعویداروں کے گناہ اس کی گردن میں ڈال دیں ، اسے گناہوں میں لپیٹ لیں اور دوزخ میں پھینک دیں"۔

گناہ کی طرف توجہ:

اے عزیز! جان لو کہ ظالم مظلوم کے گنا ہوں سے ہلاک ہوجائے گا اور مظلوم ظالم کی نیکیوں کی وجہ سے نجات پائے گا قیامت کے دن میدان حشر میں مخلوق کو نجات پانے اور گرفتار ہونے کے کئی پوشیدہ اسباب ہوتے ہیں جن سے سوائے خدائے تعالٰی کے کوئی فرد بشر واقف نہیں مثلاً بہت سے گناہ بندوں کی نظر میں بڑے ہوتے ہیں مگر اللہ تعالٰی کی عفوو درگزر کے قابل ہوتے ہیں اور بہت سے گناہ صغیرہ ایسے ہوتے ہیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں اور وہی ان کی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں چنانچہ فرمان خداوندی ہے۔

وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (النور ۱۵)	تم لوگ تو اسے حقیر و معمولی سمجھتے ہو حالانکہ وہی اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے

کسی کو مشیت خداوندی کی خبر نہیں جب کسی شخص سے اتفاقاً گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے اور اس کا اثر ختم ہونے کے بعد وہ دوبارہ اس کا مرتکب نہیں ہوتا تو وہ اس شخص سے زیادہ قابل عفوو درگزر ہوتا ہے جو گناہ صغیرہ کا بار بار ارتکاب کرتا ہے کیونکہ یہ پانی کے ان قطروں کی طرح ہیں جو پتھر پر مسلسل گرتے رہتے ہیں اور اس کا نشان دن بدن نمایاں ہوتا جاتا ہے اگر اتنا پانی یکبارگی اس پتھر پر گرایا جائے تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا یہی وجہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

خَيْرُ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا وَ اِنْ قَلَّ (حدیث نبوی) بہترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشہ کاربند رہا جائے اگر چہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

جس طرح قلیل عمل پر استقامت اس کے اثر کو دل کے آئینے میں ظاہر کرتا ہے اسی طرح گناہ صغیرہ کا بار بار ارتکاب دل کو سیاہ کردیتا ہے حدیث شریف ہے کہ

اَلْمُؤْمِنُ يَرٰى ذَنْبَهٗ كَالْجِبَالِ يَخَافُ اَنْ يَّقَعَ	مؤمن گناہ کو پہاڑ سمجھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ اس

عَلَيْهِ وَالْمُنَافِقُ يَرٰى ذَنْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَاَطَارَهٗ (حدیث نبوی)	پر گر جائے گا منافق اسے ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی کی مانند معمولی سمجھتا ہے جسے وہ اڑا دیگا

مومن کا گناہ کو بڑا دیکھنا اللہ عزوجل کی عظمت وجلالت کے علم اور معرفت کی وجہ سے ہے جو اصل ایمان ہے جس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل تر ہوگا اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی اور مخالفات حق کی آفت سے زیادہ خوف محسوس ہوگا کیونکہ

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ۲۸) اللہ تعالیٰ سے حقیقی معنوں میں صرف علماء ڈرتے ہیں

اس بناء پر عالم کی ایک رسوائی جاہل کی سات ذلتوں کے برابر ہے کیونکہ مخالفات کی بڑائی مدمقابل کے لحاظ سے ہے۔

ارتکاب گناہ پر اترنا:

بعض مغرور ایسے ہوتے ہیں کہ گناہ کا ارتکاب کرکے خوش ہوتے ہیں مجالس ومحافل میں ان پر فخر ومباہات کرتے ہیں کہ دیکھو میں نے فلان کو کس طرح شرمندہ اور بے آبرو کیا؟ فلاں آدمی کو کیسا ذلیل وخوار کیا؟ فلاں کو کس طرح دھوکہ دیا؟ وغیرہ۔ حالانکہ غریب نہیں جانتا کہ یہ سب نفس کی خواہشات اور شیطانی عیاشیاں ہیں اور یہ سب اس کی ہلاکت وبربادی کے اسباب ہیں اس حال میں اس پر لازم تھا کہ فکروغم اور افسوس وندامت کرنے میں مصروف ہوجاتے کیونکہ دشمن ازلی شیطان مردود نے اس کے دین پر کاری ضرب لگائی ہے اور یہی اس کے لئے آخرت میں موجب گرفتاری ہے گناہ کا فخریہ اظہار بہت بڑی زیادتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قبیح افعال کی پردہ داری ہے اور قبیح اعمال کا اظہار کرنا اور اسرار کا انکشاف کرنا کفران نعمت ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہوا ہے کہ "تمام گناہ عفوو درگزر کے لائق ہیں مگر وہ گناہ جسے فاعل خود ظاہر کرے،،

خصوصاً اگر گناہگار کوئی اہم شخصیت ہو اور وہ یہ خیال کرتا ہو کہ اس کے اظہار سے لوگ اس کی پیروی کریں گے تو ایسا کرنا نا قابل معافی جرم ہے چنانچہ فقہائے عصر مختلف حیلوں اور بہانوں کے ذریعے بادشاہ کی قربت حاصل کرتے ہیں انعام واکرام اور حرام وظائف کے لالچ میں ان کے خطاؤں میں تاویل کرتے ہیں مخالفت کے بجائے ظلم وستم میں ان کی تائید کرکے حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور علوم کتاب وسنت کے تحصیل کی طرف توجہ نہیں دیتے جو دین کا اصل ہیں اور زندگی علوم جدلیات اور بحث وتمحیص میں گزارتے ہیں نتیجتاً بعض رسوم وعادات کے متوالے ان افعال کو اپنے لئے دلیل راہ بنالیتے ہیں اور علمائے معنوی کے بھیس میں مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔

برائی کا آغاز وانجام:

ہوسکتا ہے کہ اس برائی کے اثرات برسوں گزرنے کے بعد بھی لوگوں میں باقی رہے تو ہر شخص کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں شامل ہوتے رہیں گے کیونکہ

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا (حدیث نبوی)	جو کوئی برا طریقہ ایجاد کرے اس کا اور اس پر عمل کرنے والے کا بوجھ اس پر ہے

کہتے ہیں کہ عالم دین کی گمراہی وکجروی کشتی کی غرقابی کے مانند ہے جب کشتی غرق ہوجاتی ہے تو اس میں سوار لوگ بھی اپنے ساتھ لے ڈوبتی ہے۔

حدیث میں مروی ہے کہ "بنی اسرائیل میں ایک بڑا نامور عالم تھا شروع میں مخالفات کا ارتکاب کیا کرتا تھا میدان شہوات میں لذت کا گھوڑا دوڑایا کرتا تھا تا کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہوئے ارتکاب گناہ میں دلیر ہوجائیں کچھ عرصہ بعد اس نے توبہ کی اور ایک عرصہ تک گذشتہ بداعمالیوں کی اصلاح کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اس شخص سے کہو کہ اگر گناہ میرے اور تیرے درمیان ہوتا تو میں تیری ندامت کے شعلوں سے گناہوں کے انبار کو جلا ڈالتا اور تیرے نامہ اعمال سے

گناہوں کی تلچھپ کو میری مغفرت کے پانی سے دھوڈالتا مگر میرے بہت سے بندے تمہاری وجہ سے گمراہ ہوکر دوزخ کے سزاوار بن گئے ہیں اس کا تدارک کس طرح کرو گے؟،،

ے

آ ن چناں افتادہ ام کا گہ نیم ز افتادگی
گر نمی دانم تو می دانی که چون افتاده ام؟
بارها افتاده ام از پای در راهت و لیک
دستم اکنون گیر کا کنون سرنگون افتاده ام
راحما این هیچ کس را یک نفس بیدار کن
توبه ای بخشم که پشت نفس دون افتاده ام
هم تو دستم گیر زین افتادگی ای دستگیر
کز برون نومید گشتم وز درون افتاده ام

☆ میں منہ کے بل گر گیا ہوں مجھے اپنے گرنے کی وجہ معلوم نہیں لیکن تجھے تو اس کا خوب علم ہے کہ میں کیوں گر گیا ہوں؟

☆ میں تیری راہ میں کئی بار گر چکا ہوں لیکن اس بار میں سرنگوں گر گیا ہوں لہٰذا تو ہی میری دستگیری فرما۔

☆ اے رحم والا! ان سب کو فوراً بیدار کردے میں مردود نفس کے پیچھے گر گیا ہوں مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما۔

☆ اے دستگیر! میری دستگیری فرما! میں باقیوں سے نا اُمید ہو چکا ہوں مجھے صرف تجھ سے اُمید ہے۔

گناہ کی ہلاکت آفرینیوں میں منہمک رہنے والا ایک گروہ ہے جو حلم وستر حق کی مہلت اور تاخیر سے مغرور ہوا ہے اور وہ اس تاخیر کو اللہ کا فضل وکرم سمجھ بیٹھا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ غرور کی

گھات میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے ناواقف ہے جو کبائر میں سے ہے حالانکہ گناہوں پر اصرار کے باوجود اللہ کی طرف سے مواخذہ میں مسلسل تاخیر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کی علامت ہے۔

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ	ہم اس لئے انہیں مہلت دیتے ہیں تاکہ وہ مزید گناہ کریں اور ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے

ہمیشہ نعمت تندرستی اور مہلت کے پردے میں گناہ پر ان کا اصرار کفر کے زیادہ سے زیادہ نزدیک کرتا ہے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (الانعام ۴۴)	جب وہ سب کچھ بھول گئے جن کی ہدایت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ وہ ہماری دی ہوئی نعمتوں پر خوش و مطمئن ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک انکار کرتے ہوئے پکڑ لیا

باب سوم

توبہ کے شرائط اورتا آخر عمر ثابت قدمی، تکفیر گناہ کی کیفیت اور رد مظالم

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيْمًا (النساء ۳۱)	اگر تم ممنوعہ کبائر سے بچے تو تمہارے گناہ تم سے دور کریںگے اور ہم تمہیں فضل و کرم کی منزل میں داخل کریں گے

اے عزیز! سابقہ بحث سے معلوم ہوا کہ توبہ ندامت سے عبارت ہے اور وہ علم کا نتیجہ ہے وہ اس طرح کہ محبوب کی مخالفت وصال محبوب کی سعادت سے محرومی کا سبب بنتا ہے معصیت جو وصال محبوب میں رکاوٹ ہے ، کا ترک کرنا۔اس علم کا نتیجہ عزم ہے۔ان میں سے ہر ایک یعنی علم ،ندامت اور عزم دائی اور مکمل طور پر ہونا ضروری ہے اس کے تکمیل کی کئی علامتیں ہیں اور دائی عزم کے چند شرائط ہیں۔

ندامت کی علامت

ندامت وصال محبوب کی محرومی کے احساس کی طرف دل کا متوجہ ہونا ہے اور اسکی صحیح علامت کثرت گریہ، زبردست فکر وغم اور افسوس و ندامت ہے یہ اس طرح جیسے کوئی شخص کسی سچے خبر دینے والے کی زبان سے اپنے عزیز بیٹے پر بلا نازل ہونے کی خبر سنتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کا فرزند عزیز

اس میں ہلاکت ہو جائے گا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ صورت حال اس کے لئے بڑی مصیبت اور پریشان کن بنے گی غم وفکر اور گریہ وازری کا اس پر غلبہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کرے تو وہ ایسا نہیں کر پایگا اس مقام کو انصاف کی نگاہ سے دیکھو کہ تیرے اپنے نفس سے زیادہ عزیز کوئی ہے؟ مخالفت حق سے بڑھ کر بلا کا سزاوار بنانے والا کوئی امر ہے جس کا انجام جہنم ہے؟ دوزاخ کے عذاب میں ہلاکت وگرفتاری سے زیادہ سخت کوئی اور ہلاکت وگرفتاری ہے؟ خدا ورسول سے بڑھ کر کوئی سچ بولنے والا ہے؟ لہذا تیرے توبہ کی صحت پر دل کی نرمی اور آنکھ کے آنسو گواہ ہیں۔

دوسری علامت معصیت کی مٹھاس سے دل کو پاک وصاف کرنا ہے اور گناہ کی طرف دل کے رجحان کو کراہت اور رغبت کو نفرت میں بدلنے میں مخلص ہونا ہے۔

اسرائیلیات میں منقول ہے کہ" بنی اسرائیل کے ایک نبی نے ایک شخص کا توبہ قبول کرنے کی اللہ تعالی سے دعا کی جس نے کئی سال متواتر عبادات کی تھی چنانچہ اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ تمام زمین و آسمان والے اس کے حق میں سفارش کریں ہم اس کا توبہ اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک اس کے دل میں گناہ کی لذت باقی رہے گی"۔

اے عزیز! اگر چہ عادی خواہشات اور محبوب اشیاء طبعیت کو خوب مرغوب ہوتی ہے نفس اس کی تلخی کا تصور مشکل سے کرتا ہے کوئی شخص شہد کھاتا ہے جس میں زہر گھول دیا گیا ہو وہ شہد کی لذت میں زہر کی تلخی اور خاصیت کا ادراک نہیں کرسکتا جب زہر کے اثرات جسم میں سرایت کرجاتے ہیں اور اسکے جسم کے بال جھڑنے لگتے ہیں فالج اس کے اعصاب کو بے کار اور بے قرار کرنا شروع کرتا ہے اب دوسری بار جب وہی شہد اس کے سامنے رکھی جائے تو وہ دل سے ہی اس شہد سے نفرت کرنے لگے گا حالانکہ اسے اس زہر آلود شہید کی مٹھاس پر کھلی یقین بھی ہے اسی طرح تائب صادق یقین کی مدد سے

یہ معلوم کرلیتا ہے کہ حلاوتِ معصیت زہر آلود شہد کے حلاوت کی مانند ہے اور اس کی ضرور رسانی بھی زہر آلود شہد سے زیادہ تباہ کن ہے جس سے ایک طویل عرصے تک علاج معالجے کے بغیر نجات نہیں مل سکتی ۔تو اس میں لذت گناہ سے نفرت پیدا ہوتا ہے صحت توبہ کی حلاوت الٰہی یقین کا حصول جسے ایمان بھی کہہ سکتے ہیں چونکہ یہ یقین ہر کس و ناکس میں نہیں پایا جاتا یہی وجہ ہے کہ تائبِ صادق بہت ہی کم تعداد میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ خواہشات اور مالوفات میں کھوئے رہتے ہیں گناہان صغیرہ کو معمولی سمجھ کر وہ خدا سے اعراض کر جاتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتا

ای بدنیا بی سر و پاک آمده
باد در کف خاک ، بی ما آمده
نی بهشیاری ترا از خود خبر
نی به مُردن ازوجودت هیچ اثر
خویش را گم کرده ای راز جو
پیش ازان کت جان برآید بازجو
عشوئه ابلیس از تلبیس تست
در تو یک یک آرزو ابلیس تست
تا کنی یک آرزو ای خود تمام
در تو صد ابلیس زاید و السلام

☆ اے شخص !تم ہم کو چھوڑ اندھا دھند دنیا کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہو تمہاری آرزوئیں خاک میں مل جانی چاہیں۔

☆ تمہیں ہوشیاری میں اپنی خبر ہے نہ موت آنے کی فکر کا کوئی اثر۔

☆ خود کو دنیا میں کھودیا ہے موت آنے سے پہلے اس سے باز آنا چاہئے۔

☆ ابلیس تمہارے فریب کا نتیجہ ہے تمہاری ہر خواہش شیطانی ہے۔

☆ جو بھی آرزو تم پوری کرتے ہو جس کی پاداش میں سینکڑوں ابلیس جنم لیتے ہیں

تدارک مافات

اے عزیز! جان لے کہ گناہوں سے بچنے کا عزم ندامت سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اس ارادت (عزم) کی حقیقت مافات کا تدارک ہے اور اس کے تین حکم ہیں۔ اول حکم تعلق بحال دوم حکم تعلق بہ ماضی اور سوم حکم تعلق باستقبال۔

۱۔حکم تعلق بحال ان ممنوعات کو فوراً ترک کرنا ہے جن کا وہ مرتکب ہوا ہے اب ہر فرض کی ادائیگی کے وجوب کا اسے یقین ہو جاتا ہے۔

۲۔حکم تعلق بماضی گذشتہ فروگذاشتوں کا تدارک کرنا ہے۔

۳۔حکم تعلق باستقبال ہمیشہ طاعت میں مصروف رہنے اور معصیت کو آخری سانس (عمر) تک چھوڑنے کا پختہ عزم کرنا اور اسی پر قائم رہنا ہے۔

ماضی کے ساتھ جو شرط صحت متعلق ہے وہ یہ ہے کہ بالغ ہونے سے توبہ کرنے تک کی مدت کو دیکھے کہ اس دوران اسکی عمر کا کتنا عرصہ گزر گیا ہے؟ ماہ وسال اور ایام میں کس قدر اور کس قسم کی طاعت اس کی رہ گئی ہیں؟ کس قسم کی معصیت کا مرتکب ہوا ہے؟ کس قدر مال و دولت اور عزت و ناموس میں زیادتیاں کی ہیں؟ اور اس کے ذمے کیا کیا واجب الادا ہیں؟ ان تمام کو پورا کرنے، تقصیرات کے تدارک کرنے اور مظالم کو واپس کرنے میں مشغول رہے مثلاً جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں ان کا شمار کرے بالغ ہونے سے توبہ کرنے تک جتنی نمازیں بنتی ہیں ان میں سے جن کے ادا کرنے کا یقین ہو چھوڑ دے اور باقی نمازیں قضا بجالائے۔ اگر سفر میں رمضان کے روزے چھوڑ دیے ہوں اور اب تک قضا بجا نہ

لایا ہو یا عمداً روزہ توڑ ڈالا ہو اور قضا بجا نہ لایا ہو تو سب کا حساب کرے اور قضا بجالائے۔اسی طرح زکوۃ اور حج کی بھی اگر ہوں تو قضا بجالائے۔

تدارک معصیت

تدارک معصیت کے لئے چاہیئے کہ بالغ ہونے کے بعد سے تا حال ساتوں اعضاء کے کردہ جرائم کی چھان بین کرے اور وہ سات اعضاء آنکھ، کان، زبان ، پیٹ، شرم گاہ، ہاتھ، اور پاؤں ہیں شاید آپ نے سنا ہو کہ دوزخ کے بھی سات دروازے ہیں۔

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُوْمٌ (الحجر ۴۴)	جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے اپنے الگ الگ حصے ہیں

ہر دروازے کی چابی ان اعضا میں سے کسی عضو کا جرم ہے لہذا سالک راہ حق کو چاہیئے کہ اپنے گذشتہ دنوں اور اوقات کا حساب تفصیل سے لگائے اور تلافی مافات کے ذریعے اپنے گناہوں کے دفتر کو مقفل کرنے کا اہتمام کرے

حقوق اللہ سے متعلق معصیت کا تدارک

جب ظاہر اور پوشیدہ چھوٹے اور بڑے تمام گناہوں سے باخبر ہو جائے تو دیکھے کہ یہ سب اسکے اور اللہ تعالی کے درمیان ہیں نہ کہ خلق کے ساتھ مثلا بلا وضو قرآن شریف کو چھونا، بلا غسل مسجد میں بیٹھنا، شراب پینا ، لہو ولعب میں مشغول رہنا، اور اعتقادِ بدعت رکھنا وغیرہ کے تدارک میں مصروف رہے۔

اقسام تدارک:

تدارک کی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ ندامت اور افسوس کیساتھ توبہ کرنا دوم یہ کہ ہر گناہ کے اثر کو مناسب اعمال حسنہ کے ذریعے مٹا دینا کیونکہ

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ (ھود ۱۱۴) بلاشبہ نیکیاں برائیوں کے اثرات کو مٹا دیتی ہیں۔
وہ اس طرح کی مثلاً لہو ولعب سننے کے اثر کو قرآن حکیم اور مجالس ذکر کو سننے کے ذریعے بلا غسل مسجد میں بیٹھنے کے اثر کو مسجد میں اعتکاف اور عبادت کے لئے بیٹھنے کے ذریعے، بلا طہارت قرآن چھونے کے اثر کو قرآن کو بوسہ دینے اور عزت واحترم سے اس کی تلاوت کے ذریعے، شراب نوشی کی گناہ کو مشروبات حلال کے صدقہ کے ذریعے غیر محرم کو دیکھنے کے اثر گناہ کو پاکدامن رہنے اور قرآن حکیم کو دیکھنے کے ذریعے اسی طرح دوسرے گناہوں کے بارے میں بھی مناسب اور موزوں اعمال وافعال کا اہتمام کرے۔

تجربے سے معلوم ہوا کہ امراض جسمانی کا علاج اضداد کے استعمال سے ہی ممکن ہے اسی طرح امراض معاصی کی کثافت کو جو آئینہ دل پر بیٹھ جاتی ہے ، زائل کرنا شربت حسنہ کے بغیر ممکن نہیں ہے جس جنس کا ضد جنس گناہ ہو اس طرح تدارک کرنا اذکیا کا طریقہ ہے اگرچہ کسی بھی طاعت پر ہمیشہ عمل کرنا دل کو جلا بخشنے اور معصیت کے کفارے کا موجب ہے مگر جلد از جلد سابقہ مخدوش حالات کو بدلنا اور دل کو صفائی اور چمک سے آراستہ کرنا ضروری ہے جس کے لئے اول الذکر طریقہ زیادہ کار آمد اور زود اثر ہے حدیث شریف

مَامِنْ مُؤمِنٍ یُصِبُهُ هَمٌّ وَلَاغَمٌّ وَلَا اَذًى اِلَّا یُکَفِّرُ اللّٰهُ بِهٖ خَطَایَاهُ (حدیث نبوی)	کسی مومن کو غم وفکر تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالی اس کی خطائیں دور کرتا ہے

اسی معنی پر شاہد ہے۔

اس معنی کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی جڑ ہے اس کی محبت اور اس کے ملنے پر خوشی ومسرت مرغ جان کے لئے پھندا ہے فکر وغم اور تکلیف اس مالوف ومحبوب میں نقصان کی وجہ سے ہوتی ہے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے کسی چیز کی محبت گناہ ہو تو اس چیز سے محرومی کی اس گناہ کا کفارہ

ہوا کرتا ہے لہذا اگر کسی کو دنیا سے محبت ہو اور وہ اس کی محرومی کی سعادت سے محروم رہے تو اس کا گناہ کمال کو پہنچ جائے گا یہ سب وہ گناہ تھے جو بندہ اور اللہ تعالی کے درمیان ہیں۔

گناہ حقوق خلق:

وہ گناہ جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہو یہ دو قسم کی ہیں اول مظالم دوم امر حق کی مخالفت کا ارتکاب۔

گناہ حقوق العباد کا تدارک

آپس کی زیادتی (مظالم) کا تدارک ندامت کا اظہار ہے البتہ ظلم کا تدارک یہ ہے کہ ایذا کا احسان اور معافی مانگنے کے ساتھ، ناممکن واپسی مظالم کا رخصت طلب کرنے کے ساتھ، غصب کے مال کا مال حلال کے صدقہ کے ساتھ، غیبت کا دعا و تعریف اور اچھی عادتوں کی تشہیر کے ساتھ اور قتل کا غلاموں کی آزادی کیساتھ تدارک کرے غلام کی آزادی اس لئے کہ کسی شخص کے وجود کی حقیقت اس کا اختیار اور ارادہ ہے اور یہ بات غلاموں میں مفقود ہے بلکہ یہ ان کے آقاوں کے پاس ہوتا ہے کیونکہ غلام پر آقا کو کلی اختیار ہوتا ہے لہذا درحقیقت غلام کا آزاد کرنا اس کو نئی زندگی دینے کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت میں قتل مومن کا کفارہ غلام کو آزاد کرنا قرار دیا ہے البتہ قتل خطا میں توبہ کرنے کیساتھ ساتھ مقتول کے ورثاء کو دیت (خون کا بدلہ) دینا ہیکو دیت (اگر عمداً قتل کیا ہو اور قاتل اپنے ولی کے پاس اس کا اعتراف بھی کرتا ہو تو چاہئے کہ اس معاملے میں وہ اپنا حاکم مقرر کرے تا کہ اگر وہ چاہے معاف کرے یا چاہے قصاص لے اس معاملے کو چھپانا نہیں چاہئے شراب نوشی، بدکاری اور چوری وغیرہ کو پوشیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ ان جرائم کے مرتکب کے لئے اپنے نفس کو ان جرائم کی پردہ داری کے ذریعے رسوا کرنا لازم نہیں ہے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ مختلف ریاضات اور مجاہدوں کے ذریعے نفس پر حد قائم کرے اور اللہ تعالی کی پسند" ستر،، کے ذریعے اس بات کو پوشیدہ ہی رکھے۔

احتساب اور تدارک:

جو شخص زندگی میں نفس کا معمولی احتساب کرتا ہے قیامت کے دن حساب کتاب کی سختی میں زیادہ مبتلا ہوتا ہے حاکموں اور تاجروں کے لئے یہ کام بہت زیادہ دشوار اور مشکل ہے کیونکہ ان کے دشمن (ستم رسیدہ) مختلف ملکوں اور شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں ان کو معاف کرانا بہت مشکل امر ہے لہذا انہیں چاہئے کہ مظالم کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرتا رہے یہ عمر کے اس مدت کے لحاظ سے کرے جو ظلم وزیادتی میں گزاری ہو کیونکہ گزشتہ زندگی ظلم وزیادتی میں گزر گئی ہے اور یہ معلوم نہیں کہ باقی عمر ان نا انصافیوں کی تلافی اور تدارک میں وفا کرتی ہے یا نہیں؟

اگر زیادتی ایسی ہو جس کا ذکر مظلوم کو اور بھی تکلیف دیتا ہو اس زیادتی کا ذکر اس کی تکلیف میں اضافہ کا سبب بنتا ہو مثلا کسی کی بیوی یا لونڈی سے زنا کرنے کا ذکر یا اس قسم کے جرائم کی تصریح کرنا مزید گناہ کرنے کے مترادف ہے بلکہ اس قسم کے جرائم کا کھل کر ذکر کئے بغیر مبہم طریقے سے معافی حاصل کرنا واجب ہے۔

میت اور غائب پر کی گئی زیادتی کی تلافی نیکیوں کے ذریعے کرے۔

ہٹ دھرم کی تلافی کا طریقہ:

جب زیادتی کرنے والا زیادتی سہنے والے کے سامنے اپنی زیادتیوں کا ذکر کرلے اور وہ دشمنی کی وجہ سے معاف نہ کرے تو معاف کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی اور احسان سے پیش آئے اس کی خدمت کرے اور اسکی ضروریات کو پورا کرے۔ کیونکہ آدمی کی عام عادت ہے کہ وہ احسان کا بندہ ہوتا ہے جس کے ذریعے (کسی جرم کی وجہ سے) متنفر کو مائل کیا جاسکتا ہے جب تکلیف کے برابر احسان واکرام کے ذریعے اس کو خوشی ومسرت پہنچانے کی سعی کرے تو دشمن کی ناراضگی کا کوئی اعتبار نہیں باقی رہتا مثلا کوئی آدمی کسی کا مال ضائع کرتا ہے لہذا اس کو ویسا مال بدلے

میں دے دیتا ہے مگر دشمن اسے قبول نہیں کرتا تو حاکم اسکے لینے یا نہ لینے کا حکم صادر کرسکتا ہے اللہ تعالی کا حکم بھی قیامت کے دن ایسا ہی ہوگا۔

تائب اور مجاہد کون افضل؟

ارباب طریقت نے اس بات میں اختلاف کیا ہے ایک آدمی توبہ کرتا ہے اس نے آپ ریاضت کے ذریعے شہوت کی آگ کو بجھا دیا ہے اوراس کا نفس شرائط توبہ پر قائم ہے گناہ کے ارتکاب کا کوئی خطرہ بھی نہیں ہے۔دوسرا آدمی جس میں نفسانی خواہشات موجود ہیں مگر وہ اپنی کوشش اور جہد وجہد کے ذریعے نفس کو ارتکاب گناہ سے باز رکھتا ہے ان دو قسم کے لوگوں کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ جہد وجہد کرنے والا (دوسری قسم) زیادہ فضیلت کا حامل ہے کیونکہ اسکو جہاد کرنے کی فضیلت حاصل ہے بعض کہتے ہیں کہ متمکن (پہلی قسم) افضل ہے کیونکہ وہ سلامتی ایمان کے زیادہ نزدیک ہے۔

فضیلت میں قول فیصل:

اس معنی کی حقیقت کا انکشاف تایب کے احوال کی معرفت کے حصول پر موقوف ہے تائب متمکن (پہلی قسم) دو حال سے خالی نہیں ہے اول یہ کہ گناہوں سے اسکی علحدگی اس کے نفسانی شہوات میں خرابی کی وجہ سے ہے چنانچہ توبہ کے بعد مرض نامردی کا ظہور تائب کو زنا کرنے سے باز رکھنے کے لئے مصمم ارادے کا سبب بنا ہے لہذا اس شخص کے مقابلے میں مجاہدہ کرنے والے کا مرتبہ افضل واعلی ہے کیونکہ اس کی جہد وجہد اور ناجائز امور سے بچنے کا عزم اس کی قوت یقین اوراس کے دین کی بلندی پر دلالت کرتی ہے دوم یہ کہ اس نے قوت یقین کے بل بوتے پر ناجائز امور کو باطل قرار دیا ہے اوراس کے سچے مجاہدے نے اس کے شہوانی ہیجان کا قلع قمع کردیا ہے اور کتے کی مانند نفس کو آداب شرع سے مودب بنا دیا ہے تو اس قسم کا تائب اس رنج اٹھانے والے مجاہد سے کہیں بہتر اور افضل

ہے۔

اگر چہ صاحب مجاہدہ کو جہاد کرنے کی فضیلت حاصل ہے مگر حقیقت میں نفس جہاد مقصود نہیں بلکہ جہاد میں دشمن پر کامیابی مقصود ہے جو خواہشات اور شیطان کے لشکر ہیں لہذا اس شخص کا مرتبہ جس نے کتے کی مانند نفس کو اپنے قہر و غضب کا نشانہ بنالیا ہے ، شریعت کے آداب سکھادئے اور لشکر اعداء پر فتح و ظفر پاچکا ہے اس شخص کے مقابلے میں ضرور زیادہ بلند ہے جو ہنوز فتح و ظفر کی تلاش میں ہے اور اسے ابھی معلوم بھی نہیں ہے کہ وہ اس پر غالب آئے گا یا ہار جائے گا؟

<u>گناہ یاد رکھنا افضل یا فراموش کرنا؟</u>

اسی طرح گناہ کو فراموش کرنے اور مدنظر رکھنے کے بارے میں مشائخ سلف رحمہم اللہ علیہم نے اختلاف کیے ہیں۔

اے عزیز! جان لو کہ عام غافل آدمی کے لئے گناہ کو مدنظر رکھنا ہی بہتر ہے یہ اسلئے کہ معصیت کے اندیشے کی یاد خوف وحزن کا موجب بنتی ہے اور اس کی کثرت سے یاد آدمی کو گناہ کی طرف پھر رجحان کرنے سے روکتی ہے مگر اس گناہ کو بھول جانا ہی بہتر ہے جو آدمی کی شہوت کا محرک بنتا ہو

اما سالک کے حق میں گناہ کو یاد کرتے رہنا نقصان دہ ہے کیونکہ حالت استغراق میں سالک ابتداء ہی میں انوار یقین کے انکشاف ،حقائق و عرفان کی روشنی کے ظہور، واردات غیبی کی خوشیوں اور اسرار قدسی کی تجلیات کے وصول کی وجہ سے ماضی و مستقبل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

تا کی باشد یادِ غیری در حساب

ذکر مولی باشد از تو درحجاب

تا بود یک ذره ای هستی بجائی

کفر باشد گرنهی در عشق پائی

تا تو باخویشی عدد بینی همه

چون شوی فانی احد بینی همه

دولت دین گر میسر گرددت

آفرینش جمله چاکر گرددت

☆ جب تک غیرحق کویاد کرتے رہو گے ذکرالٰہی تم سے پردے میں رہے گا۔

☆ جب تک ذرہ بھر تیری ہستی موجود ہے عشق میں قدم رکھنا تمہیں حرام ہے۔

☆ جب تک تمہیں خودنظر آ ئیگا کثرت دیکھو گے جب تم فانی ہو گے تو صرف وحدت دیکھو گے۔

☆ اگر تجھے دولت دین حاصل ہوگئی تو کائنات کاذرہ ذرہ تمہارا کانوکر بن جائے گا۔

تائبین کے چار درجے:

اے عزیز! توبہ کرنے والوں کے چار درجے ہیں۔

درجہ اول توبۂ نصوح یہ ہے کہ گناہ سے توبہ کرے اوراس کے شرائط پر ثابت قدم رہے دوبارہ گناہ کرنے کاارادہ تک دل میں نہ لائے مگر رسوائی کو جدا کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے اس توبہ کانام توبہ نصوح ہےاوراس طریق پرتوبہ کرنے والا سابقین کی جماعت میں سے ہے ، نفس مطمئنہ کامالک ہےوہ محل رِضْوَانٌ مِنَ اللّٰہ کی طرف رجوع کریگا جوجنتیوں کے اعلیٰ درجوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ ہے۔

اس قوم کے درجے مختلف ہیں یہ بھی نفس کے ساتھ سرپیکار رہنےاوراس کے مذموم صفات کے ساتھ نبرد آزما رہنے میں کمی بیشی کے لحاظ سے ہوتا ہےاور کبھی مختلف مجاہدوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے تاہم سابق اس شخص کو کہتے ہیں جس کی آتش شہوات جودراصل خواہشات کی سواری ہوتی ہے ، قہر عرفان سے مقہور ہو چکی ہواسکے یقین کی ٹھنڈک بشریت کے نازونخرے کوسرد کر چکا ہواس

حال کے مالک کونفس کی بقاء میں مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ طاعت میں کمی وبیشی اور عمر میں کوتاہی اور طوالت کے لحاظ سے فضل وکرم دیا جائے۔

بعض کہتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی دس بار ایک ہی گناہ کا ارتکاب کرچکا ہو تو اس کی تکفیر اس طرح کرے کہ دس بار اس گناہ کے اسباب پیدا کرے اور عین گناہ سرزد ہونے کے وقت پوری شہوت اور مکمل قدرت کے باوجود اس سے اجتناب کرے"، یہ طریقہ اگرچہ مضبوط ایمان والوں سے ممکن ہے مگر توبہ کیلئے شرط صحت نہیں ہوسکتا کیونکہ اسباب معصیت کے حصول کیلئے آتش شہوت کو بھڑکانا اور عنانِ نفس کو ہاتھ سے چھوڑ دینا پھر عصمت کی امید رکھنا ، سلامتیٔ ایمان سے بہت دور کی بات ہے بلکہ اسباب کے تمام تر راستوں کو مسدود کرنا اور اس کے اسرار سے شروع ہی میں راہ فرار اختیار کرنا واجب ہے۔

درجہ دوم تائب غیر استقامت: اس میں تائب کے بارے میں کہا گیا ہے جو توبہ پر قائم رہنے کے باوجود گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوجاتا ہے اگرچہ توبہ کرنے والا اطاعت میں ہمیشگی کرنے اور کبائر سے بچنے کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے مگر لمبے اوقات اور رسمی احوال کے جریان میں بعض گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوجاتا ہے حالانکہ اس گناہ کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ تک نہیں ہوتا لیکن جب ان سے گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو نفس کو ملامت کرنے، ندامت وافسوس کا مظاہرہ کرنے اور اس کے نتائج وعواقب سے بچنے کیلئے تجدید عزم میں سفر کرتا ہے۔ان صفات کا حامل صاحبِ نفس لوامہ ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی پیدائش میں صفات جمالی وجلالی کا امتزاج ہے اور اس کا نتیجہ خیرو شر کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا ہے اور توبہ کرنے والوں میں سے اکثر کے حالات یہی معنی رکھتے ہیں یہ قوم خواہشات کے غلبے کی صورت میں نفسانی گندگیوں، اور شیطانی وسوسوں کی مختلف قسموں میں تیر بلا کا نشانہ بنی رہتی ہے اور ہمیشہ اپنے احوال کو بلند بنانے اور ان صفات کے آثار کو زائل کرنے میں

کوشاں رہتی ہے وہ لوگ اس بہترین وعدے کے مخصوص لوگ ہیں ۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ (النجم ۳۲)	وہ لوگ جو گناہ کبیرہ اور فواحش سے بچتے ہیں مگر گناہ صغیرہ کا ارتکاب ہوجاتا ہے بیشک انکے احتیاط کی بنا پر تیرا رب وسیع مغفرت والا ہے

یہ آیت کریمہ انہی لوگوں کی تعریف میں مذکور ہے ۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوْا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ (آل عمران ۱۳۵)	(مؤمن) جب کوئی فحش کام کرکے خود پر ظلم کرتا ہے اللہ کو یاد کرتا ہے پس ان کیلئے استغفار کروانے گناہ اللہ کے سوا اور کوئی بخشنے والا ہے ؟

یہ درجہ والے درجۂ سابق والوں سے کم درجے کے ہیں مگر درجۂ عالیہ والے ہیں کیونکہ

خِیَارُکُمْ کُلُّ مُفْتِنٍ تَوَّابٍ (حدیث نبوی) تم میں بہترین شخص وہ ہے جو آزمودہ اور تائب ہو

<u>درجہ سوم توبہ توڑنے اور رجوع کرنے والا تائب</u> تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب توبہ کرنے والا ایک عرصہ توبہ پر قائم رہتا ہے اور اس کے شرائط پر ہمیشگی کرتا ہے اچانک خواہشات کی بھٹی میں شہوات کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے جو نفس کی روح ہے جب توبہ کرنے والے کے حوصلے میں اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہتی اور جلد ہی نفس کے جاذبۂ شہوت کے غیض وغضب کا نشانہ بن کر رہ جاتا ہے اور کسی گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے مگر پھر بھی وہ شہوات ومخالفات کو ترک کرتا اور طاعات پر قائم رہتا ہے معصیت سے ناخوش رہتا ہے اور اس کے اصل وجڑ کے قلع قمع میں مصروف رہتا ہے گناہ کے ارتکاب کے فوراً بعد نادم وشرمسار ہوتا ہے مگر شہوت کا غلبہ اس کے توبہ کرنے میں تاخیر کا سبب بنتا ہے

اس قوم کی صفت ارشاد باری تعالیٰ میں موجود ہے ۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا	کچھ لوگ ایسے ہیں جو گناہ کا اعتراف کرتے ہیں

صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْہِمْ. (التوبہ ۱۰۲) پھر نیک اور برے عمل دونوں کو خلط ملط کرتے ہیں قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے توبہ کو قبول فرمائے

اس قوم کا معاملہ طاعت پر قائم رہنے اور گناہوں سے نفرت کرنے کی وجہ سے عفو و درگزر کے قریب نیز غلبہ شہوات اور توبہ میں تاخیر کی وجہ سے محرومی و تذلیل کے خطرے کے بھی نزدیک ہے یعنی یہ لوگ خوف و رجا کے درمیان مشیت کی مذبذب منزل میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی توفیق ہوئی اور اس کے بدبختی کی طاقت کو توڑا تو توبہ کے ذریعے اس کے حال کا تدارک ہوجائے گا اور درجہ دوم والوں سے مل جائے گا اور اگر نفس اور اس کی خواہشات کے قبضے میں رہا تو معصیت کی کشش اس کو ابدی بدبختی اور دائمی گھاٹے کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔

<u>درجہ چہارم: توبہ توڑ تائب</u>

درجہ چہارم ان لوگوں کا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور ایک مدت تک توبہ کے شرائط پر قائم رہتے ہیں پھر شہوات ، خواہشات اور نفس امارہ کے لذتوں کی کشش اس کو ایک بار پھر معصیت کی حالت پر لے جاتی ہیں عین بصیرت پر غفلت اور اندھے پن کا غلبہ ہوجاتا ہے مخالفات کے میدان میں مختلف گناہوں کے ارتکاب پر اصرار کرتا ہے آئینہ دل پر نفس امادہ کے اثرات کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ پھر سے چمکائے جانے کے قابل نہیں رہتا اور توبہ ، ندامت اور افسوس کے ذریعے دل کو چمکانے کی قدرت نہیں ہوتی لہذا اگر مشیت ازلی اور قضائے الٰہی اس کے عمل کے مطابق حکم صادر کرے تو اس کے عمر کی پیشانی پر شقاوت دائمی کا مہر لگادیتی ہے اور اس کے حال کے ماتھے پر دائمی خسارے کا دھبہ لگا دیتا ہے اگر عنایت ایزدی نے اس کے حال کی تدارک کی اور اصل ایمان غرق اور اوارہ ہونے سے سلامت رہ جاتا ہے۔ جس قدر آئینۂ دل پر میل کچیل ہوگا اسی قدر دوزخ کی بھٹی میں پگھلایا جائے گا جس کی مدت ایک ساعت سے سات ہزار سال تک ہوسکتی ہے۔

بسا اوقات پوشیدہ اسباب میں سے کسی سبب سے کمزور اُمید اور ہٹ دھرم جہالت کو بے علت ، رحمت خداوندی کی موجوں کے تھپیڑے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور اللہ تعالی کا عفوو درگزر کا سمندر اس بدنصیب کی بداعمالیوں کو دھو ڈالتا ہے یہ ایسا ہے جیسے کسی غریب کو کسی ویرانے سے خزانہ مل جائے مگر یہ معاملہ بہت نادر پیش آتا ہے۔

اللہ تعالی کا یہ ایک طریقہ ہے کہ تجارت اور کسب کا نام کا مال کا حصول ہے طاعات پر قایم رہنا اور مخالفات سے پرہیز کرنا جنت کی نعمتوں کے حصول کے ذرائع ہیں اور یہ بلند درجات کامیابی ہے چنانچہ اگر کوئی اپنے گھر کو ویران اور مال کو یہ سوچ کر تہہ وبالا کرے کہ اسے وہاں سے خزانہ مل جائیگا (کو بعض کو تو اتفاقا مل بھی گیا ہے) تو دنیا کے عقلمند لوگ اس کو بیوقوف اور پاگل کہیں گے اسی طرح کوئی آدمی مغفرت کی امید میں رہے اور بلند درجات کی خواہش کرے ، ارباب قلوب اور اہل تحقیق اس کو غرور و نخرے کا ہلاکت کا مارا شمار کرینگے اس مغرور کی حماقت تعجب خیز ہے جو ساری زندگی دنیا کے فانی کے ریزوں کی خاطر ہلاکت ورسوائیاں مول لے ،سمندری سواریوں اور سفر کی مشقتوں میں عمر گزارتا ہے حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ مرکب عمر آندھی کی طرح تیزی سے گزرنے والی ہے اور مقصد کی دستیابی مشکوک ہے پھر بھی وہ دن و رات معصیتوں کے ارتکاب اور خانہ آخرت کی تخریب میں کوشاں رہتا ہے اور اپنے آپ کو ہمیشہ رہنے والی دولت اور قائم رہنے والی نعمتوں سے محروم رکھتا ہے نفس کی فریب کاریوں اور شیطنت کی جھوٹی رنگینیوں میں آکر سوچتا ہے کہ" اللہ تعالی کریم ہے بڑے بڑے گناہوں سے بھی اُس کو کیا نقصان پہنچے گا،، وہ مغرور یہ نہیں جانتا کہ دنیا اور آخرت دونوں کا وہی ایک پروردگار ہے چنانچہ اللہ تعالی کا یہ قانون ہے کہ دنیا کا مال بلا کسب وتجارت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسی طرح دائمی نعمت اور اخروی دولت اوامرونواہی کی متابعت اور طاعت وعبادت پر قائم رہے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی (النجم ۵۳) انسان کو وہ ہی مل جائیگا جس کیلئے وہ کوشش کرے گا۔

هر که فرمان برد از خذلن برست
از همه دشواریٔ آسان برست
کا ر فرمان راست درفرمان گریز
بنده ای تو در نصرف بر مخیز
طاعتی بر امر در یک ساعتت
بهتر ازبی امر عمری طاعتت
آن چه درصورت ترا رنجی نمود
در صفت بیننده را گنجی نمود

☆ جس نے اطاعت کی وہ ذلت سے بچ گیا اور تمام دشواریاں آسان ہوگئیں۔
☆ حاکم حکم دینے سے گریزاں ہیں تم بندہ ہے اس لئے تصرف کے لئے اٹھ نہ بیٹھو
☆ حکم کے ساتھ ایک ساعت کی طاعت بلاامر عمر بھر کی طاعت سے افضل ہے۔
☆ جس صورت سے تجھے تکلیف محسوس ہوا حقیقت میں اسی میں خزانے ہیں۔

گناہ کی جگہ نیکی:

اے عزیز! جب تم نے شرائط تو بہ معلوم کرلیا ہے اب جان لو کہ تمام شرائط پر کما حقہ کوئی قائم نہیں رہ سکتا اس وجہ سے سب کو بیکار سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے مثلاً معصیت کا ترک کرنا واجب ہے اسی طرح اس معصیت کی جگہ طاعت پر قائم رہنا بھی واجب ہے لہذا اگر نفس غلبہ شہوت کی وجہ سے ترک معصیت کا ساتھ دے تو چاہیے کہ اسی نیکی کو اس برائی کے مقابلے میں غنیمت سمجھے تا کہ وہ

بھی شمار کی جا سکے۔

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (الرعد ۲۲)　　　وہ لوگ برائی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں

اور چاہیے کہ ہر عضو کے برائی کا اس سے متعلق نیکی سے تدارک کرے۔اور یقین جانے کہ کوئی بھی خیر کا ذرہ اثر نیک وبد سے خالی نہیں ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (زلزال ۷-۸)	جوذرہ برابر نیکی کرے اسے اس کا پھل ملے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے وہ بھی اسکے ذمے ہوگا

بلکہ دنیا عام اجسام انکے عام تر وسعتوں کے ساتھ ذروں کے مجموعے سے حاصل ہوئے (بنے) ہیں۔

استغفار زبانی اور ذکر باللسان

پس اگر چہ زبانی استغفار کو دلی ندامت کے بغیر، استغفار کامل جو زبانی استغفار اور دلی ندامت وتاسف کا مجموعہ ہے ، کے مقابلے میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے پھر بھی توفیق الہی ساتھ نہ دے اور مرتبہ اعلی پر کمال کے ساتھ نہ پہنچے تو مرتبہ ادنی بھی اثر سے خالی نہیں ہے جو صرف استغفار زبان کا نتیجہ ہے لہذا اسکو بھی ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ایک دل سے غافل شخص ابوعثمان مغربی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کرنے لگا کہ "میں ایک عرصہ تک ذکر بالسان پر قائم رہا مگر میرے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو پایا،، شیخ نے فرمایا کہ "تم شکر کرو کہ تم نے اپنے تمام اعضاء میں سے کم از کم ایک عضو (زبان) کو اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول رکھا ہے"

شیطان کے مکروفریب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تک طالب حق کو حضور دل حاصل نہیں ہوتا باطل کی فریب کاریوں میں مصروف رہ کر ذکر بالسان سے محروم رہتا ہے کہ غفلت کے ساتھ کیئے جانے والے ذکر میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور بے فائدہ کسی کام میں زحمت برداشت کرنا حماقت ہے(چنانچہ آدمی اس قسم کے خیالات میں آ کر ذکر چھوڑ بیٹھتا ہے)

ذکرالٰہی کرنے والے تین گروہ:

مخلوق کی اس معاملے میں تین قسمیں ہیں (1) ظالم (2) مقتصد (3) سابق

اول ظالم ہے جو ذکر بالسان سے بھی جو سب سے ادنی درجہ ہے ، پیچھے رہ جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ (اسے باور کراتا ہے کہ) وہ اس سے بلند درجے پر نہیں پہنچ سکتا (اس لئے ذکر بے سود ہے چنانچہ اس کو ذکر سے باز رکھتا ہے یوں وہ) ادنی درجے سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

دوم مقتصد ہے کہ شیطان کی مکروفریب میں پڑنے کے باوجود ذکر بالسان کرتی ہے یہ خاموش رہنے یا فضول باتوں میں مصروف رہنے سے بہت زیادہ بہتر سمجھتا ہے لہذا اس کو غنیمت سمجھا جائے اور شیطان کے مکروفریب کی طرف توجہ نہیں دینی چاہے۔

سوم سابق ہے کہ شیطان کے مکروفریب کو محسوس کرے۔اور حق بات جان لے مگر باطل کی کشش اسے اپنی طرف کھینچ لے پھر اس کے باطن (دل و روح) میں آتش غیرت شعلہ زن ہو اور دل کی حرکت زبان کی حرکت سے مل جائے اور شیطان لعین کے زخموں پر نمک پاشی کرے۔

گناہ معاف کرنے والے آٹھ اعمال:

بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اگر معصیت آٹھ نیکیوں کے ماتحت ہو جائے تو معاف ہو جانے کی امید کی جاسکتی ہے ان میں سے چار اعمال باطن ہیں اور چار اعمال ظاہر، چار اعمال باطن یہ ہیں اول توبہ کا مکمل ارادہ ، دوم اس معصیت کے خیال کا خاتمہ ، سوم عذاب کا خوف ، چہارم مغفرت کی امید۔چار اعمال ظاہر یہ ہیں اول ہر معصیت کے فوراً بعد دو رکعت نفل پڑھے دوم ستر بار استغفر اللہ پڑھے سوم ایک دن روزہ رکھے چہارم جو ملے صدقہ کرے۔حدیث شریف میں ہے کہ

اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَتْبِعْهَا حَسَنَةً يُكَفِّرُهَا السِّرُّ بِالسِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ (حدیث نبوی)	جب کوئی برا کام کرے تو نیکی کے ذریعے اس کا تدارک کرے خفیہ کا خفیہ کے ذریعے اور ظاہر کے ذریعے

باب چہارم

توبہ کے اسباب اور اصرار گناہ کا سد باب

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر ۱۸)	اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور دیکھو کہ کل (قیامت) کے لئے تم نے ابھی تک کیا بھیجا ہے؟ بے شک اللہ تعالی ان سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو

اے عزیز! جان لو آدمی دو قسم کے ہیں (1) توبہ کرنے والے (2) گناہ پر اصرار کرنے والے۔ جس طرح اصرار غفلت اور شہوت سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح توبہ علم اور صبر سے پیدا ہوتا ہے پس معصیت غفلت اور شہوت کا خمیر و مرکب ہے جس طرح معصیت کا مادہ شہوت اور غفلت کے مرکب کا خمیر ہے اسی طرح طاعات مقربہ جن میں توبہ بھی شامل ہے ، خمیر ہے علم اور صبر کے مرکب کا۔

امراض معاصی کو زائل کرنے اور شفاء توبہ کو حاصل کرنے کیلئے اس خمیر سے بہتر اور مؤثر کوئی دوا نہیں جو علم کی مٹھاس اور صبر کی تلخی سے ترکیب دیا گیا ہو جس طرح طبی علوم کی عام قسمیں جسمانی امراض کے علاج معالجے کیلئے مفید ہیں مگر مخصوص امراض کے لئے خاص علم درکار ہے اسی طرح تمام دینی علوم امراض قلوب کے لئے دوا ہیں مگر یہاں بھی مخصوص امراض کے لئے اس کا خاص علم درکار ہے۔ جس طرح شروع میں مریض کو اس بات پر یقین رکھنا ضروری ہے کہ مرض اور تندرستی کے اسباب ہیں اور وہ ان اسباب کی خاصیتوں کے مطابق ان مذکورہ دو کا حصول ہے اور یہی اصل طب پر یقین کرنا ہے اسی طرح بیماری اصرار کے لئے بھی ضروری ہے کہ نیک بختی اور بدنصیبی

کے اسباب پر یقین کرے جو حقیقت میں بیماری یا صحت ہے۔اور یہ کہ ان اسباب کی خاصیتیں اور درجے ہیں اور یہی اصل شریعت پر ایمان کے مترادف ہے۔

جس طرح مریض کیلئے علم کی عظمت اور طبیب کی مہارت پر یقین ضروری ہے تا کہ وہ توہم اور فریب سے محفوظ رہ سکے اسی طرح شفائے توبہ کے طالب کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم ، اولیاء کرام اور علماء دین کے اقوال اور علم پر یقین کرے جو امراض قلوب کے حکیم ہیں۔

جس طرح مریض کے لئے حقیقی معنوں میں ماہر طبیب کی معرفت کے بعد طبیب کی باتوں کو غور سے سننا ضروری ہے اور اسی طرح خورد و نوش میں پرہیز کے حکم پر عمل کرنا لازمی ہے جو مرض کے مواد میں زیادتی کا موجب بنتے ہیں اور مریض کو ان سے نقصان پہنچنے کا خوف ہوتا ہے اسی طرح طالب توبہ کے لئے ان آیات اور احادیث کا سننا ضروری ہے جو تقوی کی ترغیب پر مشتمل ہوتی ہیں اور باطنی امراض سے خلاصی اور شفایابی کے موجب ہیں ۔نیز ارتکاب گناہ اور خواہشات کی پیروی سے باز رہے جو تمام تر ہلاکت ہیں تا کہ سالک کا خیال گناہ کی طرف جانے کا خوف نہ رہے کیونکہ یہ شقاوت کا مادہ ہے۔

جس طرح مریض کو کسی خاص بیماری میں ہر چیز سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہر مفید دوا اس مرض کو فائدہ دیتی ہے بلکہ ہر بیماری کے لئے مخصوص دوا ہوتی ہے اور بیماری کے لئے مخصوص چیزوں سے پرہیز لازم ہوتا ہے اسی طرح مومن کسی مخصوص خواہشات میں مبتلا اور گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے لہذا اسکو اس کی آفتوں ،دین میں اس کے نقصانات کی مقدار،اسکی تکفیر (وتلافی) کی صورتوں کا علم اس وقت پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے ان تمام کا علم حکمائے قلوب کے ساتھ مخصوص ہے جو اولیاء کرام اور علماء دین ہیں۔

دنیا بیمار خانہ (ہسپتال) ہے:

اے عزیز! دنیا بارگاہ خداوندی کا بیمار خانہ (ہسپتال) ہے اسکے اندر سب مردے اور باہر سب مریض ہیں اکثر معصیت کے مریض اور مرض غفلت کے بیمار اپنی بیماری سے بے خبر ہوتے ہیں ان کی مثال اس شخص کی ہے جس کے چہرے پر "برص" کی بیماری ہے دیکھنا ور مشاہدہ کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی آئینہ نہیں ہے اور کوئی اسکو بتا تا بھی نہیں تو وہ شخص کبھی اپنی اس بیماری کا علاج نہیں کریگا بلکہ بہت سی بیماریاں جنون کی طرح ہیں ان کا علاج جبراً کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

حکام اور بادشاہوں کے فرائض

یہی وجہ ہے کہ تمام حکام اور بادشاہوں پر فرض عین ہے کہ وہ اپنی سلطنت کے شہروں اور دیہاتوں میں دیندار فقہاء کو متعین کرے تا کہ اس علاقے کے مکین ان سے آداب دین کی تعلیم حاصل کریں، لوگوں کو خواہشات کی پیروی کرنے اور بدعت وضلالت کو اختیار کرنے سے روکیں، جہلاء کے نفس امارہ کی لگام کو امر الٰہی کی مخالفت کی راہ سے موڑلیں اور انہیں آداب شرع کے راستے اور راہ طاعات کی طرف دعوت دیں۔

امراض قلوب کے اسباب:

عام امراض قلوب کے اسباب تین چیزیں ہیں اول امراض معصیت کے مریض اپنی بیماری کی خبر نہیں رکھتے۔

دوم کیونکہ مرض معصیت کے انجام کا مشاہدہ اس دنیا میں نہیں کیا جا سکتا اور امراض بدن کے انجام کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جو موت ہے لہذا وہ اس سے نفرت کرتا ہے اور خود بخود اس میں علاج معالجے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے مگر ہلاکت اخروی جو معصیت کا انجام ہے، موت کے بعد ہوتی ہے اور موت سے پہلے اس کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا لہذا جیسے جی طبیعت اس سے نفرت نہیں کرتی

یہی وجہ ہے کہ آدمی جسمانی بیماری کو ختم کرنے کے لئے سب کچھ کر گزرتا ہے مگر قلبی اور دینی بیماری کے سلسلے میں وہ اللہ تعالی کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا ہے اور اس مہلک بیماری کو ختم کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کرتا۔

سوم مہربان اور ماہر حکیم کا نہ ملنا اور یہ اولیائے کرام اور علمائے دین ہیں کیونکہ اس زمانے کے اکثر علماء خود حبّ دنیا کے مرض کی وجہ سے عادی محبوب اور مرغوب اشیا کی خواہش میں گرفتار ہیں۔نتیجۃً وہ دوسروں کا علاج کرنے سے عاجز ہی نہیں بلکہ ان کی باتیں مرض میں اضافے کا سبب بنتی ہیں کیونکہ ریاء ،لالچ ،تکبر،عجب،اور غرور سے ملے ہوئے ان کے پند و نصائح کے مرکب معجون (دوا) مرض شہوت اور اندھی غفلت کے بیماروں کی طبیعت میں گناہ کرنے کی جراءت ، دل کی سختی ، مایوسی اور خسارے کے سوا کوئی چیز نہیں بڑھاتی۔

لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایِنَۃِ (امثال عرب) سنی باتوں پر یقین کرنے کی بجائے تجربہ کر کے خود ہی دیکھیے

<u>ابن الوقت علماء و واعظین</u>

دیکھیے کہ اکثر مشہور واعظ اور ابن الوقت علماء حضرات کس طرح عام لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنے اور اہل غفلت کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ فاجر و فاسق لوگوں کی طبیعت اسباب اور مرتبے کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں اور فضل و رحمتِ الہی پر مشتمل باتوں کا ذکر اہل غفلت کے دلوں میں اتر جاتا ہے لہذا سامعین کی لذت کو دوبالا کرنے کی غرض سے ان کی اکثر باتیں لطائف و ظرائف،نکات و اشارات اور اشعار میں بیان ہوتی ہیں یہ سب اسباب رجا کے غلبے اور وسیع تر رحمت کے دلائل کے ذکر پر دلالت کرتے ہیں اس قسم کی مجلسوں میں غافل اور فاسق لوگوں کی شرکت ارتکاب گناہ کی جرات میں اضافہ اور معصیت و سرکشی

میں گرفتار ہونے کا باعث بنتی ہے۔

کاش! یہ لوگ جب قوم کی اصلاح کی اہلیت نہیں رکھتے اپنی واہی تباہی باتوں کے ذریعے مخلوق میں فساد پیدا نہ کرتے! اے کاش جب یہ لوگ درست اور صحیح بات کہنے کی طاقت نہیں رکھتے تو خاموشی کی سلامت کو غنیمت سمجھ لیتے! یہ لوگ دیکھنے میں راستہ دکھانے والے مگر اندر سے گمراہ کرنے والے ہیں جو حقیقت میں جاہل اور دیکھنے میں حکیم نظر آتے ہیں کیونکہ حکمت کی علامت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنی جگہ رکھتی ہے۔

مایوسوں کا علاج

اسباب رجا کا ذکر دو آدمیوں کے لئے مفید ہے ایک وہ جس نے آتش خوف کے غلبے کی وجہ سے دنیا سے منہ موڑ رکھا ہو اور اپنے آپ پر زندگی تنگ کر رکھی ہو اور وہ ایسا مجاہدہ کر رہا ہو جو اسکی طاقت سے باہر ہو۔ ایسے شخص کے آتش خوف کی صورت کو آب رجا کے ذریعے بجھا دینا اور اس کے گمان کی شدت کو اسباب رجاء کے ذکر سے اعتدال پر لے آنا بہت بڑا کام ہے۔

دوسرا وہ جس نے مختلف گناہوں پر بہت زیادہ اصرار کیا ہو اور جرائم و معصیتوں کی زیادتی بناء پر رحمت حق کی وسعت اور قبول توبہ سے ناامید ہو چکا ہو اس قسم کے شخص کا علاج امید و رجا کے ذکر سے کرے اور اللہ تعالی کی وسیع رحمت کا ذکر اس تک پہنچائے تاکہ وہ سعادتِ توبہ سے مشرف ہو کر شرف قبول توبہ سے سرفراز ہو جائے تو یہ بھی بہت بڑا کام ہے ۔

غافلوں کا علاج:

ان غافل مغروروں اور بدبخت فاسقوں کا علاج جو پوری زندگی نفس امارہ کو مخالفات کے میدان میں بے لگام چھوڑے رکھتے ہیں اور غفلت کے بیابان میں مختلف گناہوں کے ارتکاب اور مختلف خواہشات کی تکمیل کو اپنا مقصود تصور کر رکھتے ہیں اسباب رجا کے ذکر کے ذریعے علاج کرنا ایسا ہے

۔جیسے عورت کے رسیا ، سواری کے شوقین ، بیابان غفلت میں کھوئے رہنے والوں اور لالچ وشہوت کے ویرانے میں سرگرداں رہنے والے بدبختوں کا علاج کرنا۔ان لوگوں کو ڈرانے اور باز رکھنے کے لئے ہزار تازیانے مارے جائیں تو بھی وہ ارتکاب گناہ سے باز نہیں آتے تو اس قسم کے لوگوں کے لئے اسباب رجا کا ذکر کیا فائدہ دے گا؟

دوفرشتوں کی نداء:

حدیث شریف میں ہے کہ

''روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے دوفرشتے بلند آواز سے ندا دیتے ہیں ایک کہتا ہے کہ کاش! یہ مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور دوسرا کہتا ہے کہ کاش ! جب یہ پیدا ہو گئی تو یہ جانتی کہ کس لئے پیدا ہوئی ہے؟،،

حضرت آدم اور ان کی لغزش

ایک اور حدیث شریف مروی ہے کہ

''جب حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کھالیا ابھی آپ کے خلق میں نہیں پہنچا تھا کہ بہشت کے کپڑے آپ کے جسم سے الگ ہونے لگے اور آپ کی شرمگاہ ننگی ہو گئی مگر تاج شرم کی وجہ سے آپ سے جدا نہیں ہوا یہاں تک کہ جبریل نے آ کر آپ کے سر سے اٹھالیا اور گردن سے طوق کھول دیا اللہ تعالی کی طرف سے ندا آئی کہ اے آدم ! ہماری قربت سے دور ہو جا کیونکہ جو ناپاک ممنوعات میں ملوث ہو جاتا ہے وہ ہمارے قرب کے لائق نہیں رہتا،،۔

حضرت سلیمان کی لغزش

نیز ایک اور روایت میں ہے کہ

"جب حضرت سلیمان علیہ السلام عقوبت میں مبتلا ہوا ان کی ایک زوجہ گھر میں
چھپی ہوئی تھی ایک قول کے مطابق اس نے عرض کی حکم میں اس کے باپ کی خواہش
پوری کرے آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا تاہم آپ کے
دل میں یہ بات گزری کہ "کاش کہ اس بڑھیا کے باپ کے حق میں حکم
ہوتا "، اس سوچ کی مقدار کے مطابق چالیس روز سلطنت آپ سے چھن گئی
جب قہر الٰہی کے دبدبے کے ظہور کا مشاہدہ کیا تو بھاگ اٹھا بیانوں اور کوہستانوں
کی طرف نکل گیا، خوب گھوما پھرا اور اپنی حالت پر خوب آہ و زاری کی۔ جب
بھوک سے نڈھال ہوا تو گھروں کے دروازں پر چلے گئے اور دست سوال دراز
کیا لوگ سخت سست کہتے تو آپ فرمایا کرتے کہ میں سلیمان ہوں تو آپ
کو مارتے سر پر خاک ڈالتے اور آپ کو زخمی کر دیتے۔
نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ کو گھر سے باہر نکال دیا آپ کے چہرے
پر تھوکا ایک مرتبہ ایک عورت نے بول و براز سے بھرے ہوئے برتن کو آپ کے سر پر
انڈیل دیا جب آزمائش کی مدت ختم ہوگئی آپ کو پھر سلطنت مل گئی ان ظلم و ستم
کرنے والوں نے آپ سے معذرت چاہی آپ نے فرمایا تمہارا کوئی قصور نہیں ہے
یہ آسمانی امر تھا جو نفس کی نخوست کی وجہ سے ظاہر ہوا"۔

بے وقوف و احمق آدمی:

جب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بندے کے حال کا تدارک کرتا ہے تو اسکو خواب غفلت سے
تازیانہ ادب کے ذریعے بیدار کرتا ہے۔ تعجب اس غافل کی حالت پر ہے جو انبیائے کرام علیہم
السلام کو نہیں دیکھتا کہ اتنے جلیل القدر اور کمال قرب کے باوجود ایک ہی لغزش پر انہیں کس قدر

مصیبتیں پہنچیں؟اورانہوں نے کتنے تکلیف برداشت کیں؟ان تمام کے باوجود وہ آخرت کے خوف و خطرے سے بے خوف نہیں تھے اور یہ مغرور تو تمام زندگی خواہشات کا گھوڑا مخالفات کی وادی میں دوڑاتے رہتے ہیں اور مختلف گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔عفووکرم کی امید کے ذریعے اپنے دین کے کھلیاں میں شہوت کی آگ لگاتے رہتے ہیں اور ان تمام کے باوجوداپنی عقلمندی اوردانائی کا دعوی کرتے ہیں۔

عاقل ودانا آدمی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے جھوٹے اوراحمق شخص کے بارے میں گواہی دیتے ہیں۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ بِمَابَعْدَ الْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنْ اِتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَاوَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ الْجَنَّةَ (حدیث نبوی)	دانا وہ ہے جو اپنے نفس کوموت کے بعد والے کاموں کی طرف لے جائے اور احمق وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اوراللہ تعالی سے جنت کی استدعا کرے۔

اے عزیز! عاقل اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جو بصیرت کی آنکھ سے دنیا کے مکروفریب اوراسکی آفتوں کا مشاہدہ کرسکتا ہواورنوریقین سے دیکھا سکتا ہو کیونکہ یہاں ہرنعمت کاانجام رنج اور ہرآرام کا ثمرہ افسوس ہے اسی طرح ہر بقاء ، فنا کا موجب ہے اورہرعمارت ویرانی کی خبر دیتی ہے اورہر باد شاہی کا نتیجہ ہلاکت برآمد ہوتی ہے ہر دنیوی حکم آخر کار منسوخ اور تبدیل ہوتا ہے ہر عزت والا ذلیل ہوجاتا ہے ہروصل کالگام ہجر کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ہر خوشی غم والم سے ہار جاتی ہے لہذا عقل اور نورایمان کے حکم کے مطابق تعلق کا سامان فنا کے طوفانی راستے سے اٹھایئے دنیا کے اس ویرانے کو جو منزل غرور ہے ، نابود سمجھئے عزم واستقلال کے کشتی پرسوار ہوجایئے اورآفات و حوادث کے دریا سے بسلامتی گزرجایئے دل کا چہرہ ساحل نجات کی طرف کیجئے تاخیر کی رکاوٹوں کوارباب قلوب

کے مناجات کی حلاوت اور اہل کشف و شہود کی مانوس روحوں کے مشاہدے سے محروم نہ رکھے

نَسْئَلُ اللہَ الْکَرِیْمَ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ اَنْ یُّرِیْنَا مَکَائِدَ النَّفْسِ وَ غَوَائِلِ الدُّنْیَا کَمَا اَرَاھَا عِبَادَہُ الصَّالِحِیْنَ بِفَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

☆☆☆